9|13

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۲/اگست ۱۹۶۳ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں فطرت ہیں (یعنی تمام انبیاء کے نزدیک سنت ہیں)۔ (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف وغیرہ کے بال لینے اور مونڈنے کے لیے استرہ کا استعمال کرنا (۳) لبوں کے بال ترشوانا۔ (۴) ناخن کٹوانا (۵) بغل کے بال اکھاڑنا۔ (بخاری و مسلم)

•

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِیْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو (کہ مشرک داڑھی کٹواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مونچھوں کو پست کرو یعنی باریک ترشواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

•

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے وقت معیّن کیا گیا۔ لبوں کے بال کتروانے، ناخن کٹوانے، بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کا کہ یہ ہم اس کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْیَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَیَاضًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیِّرُوْا هٰذَا بِشَیْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

ترجمہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ماجد ابی قحافہؓ کو فتح مکّہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا (یعنی مسلمان بنانے کے لیے) اس وقت ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ کی مانند سفید تھے (ثغامہ ایک گھاس کا نام ہے جس کے شگوفے اور پھل سفید ہوتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بالوں کی سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو۔ لیکن سیاہ رنگ سے بچو۔ (مسلم)

•

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اَحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ۔

•

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ چھوٹا ہوا۔ آپ نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ سارا سر مونڈو یا سارا چھوڑ دو۔ (مسلم)

•

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُیُوْتِكُمْ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے (یعنی ان مردوں پر جو زنانہ شکل و صورت اختیار کریں) اور حکم دیا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

•

وَعَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان مردوں اور عورتوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی جو عورتوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں (یعنی ان مردوں پر جو زنانہ شکل و صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع میں رہتی ہیں۔ (بخاری)

•

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُصُّ اَوْ یَاْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ وَكَانَ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ یَفْعَلُهٗ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لبوں کو کترواتے اور خدا تعالیٰ کے دوست ابراہیمؑ بھی لبیں کترتے تھے۔ (ترمذی)

•

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا۔

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے جو شخص لبوں کو نہ کترواتے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی۔ احمد)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں صرف بو ہو اور ہلکا رنگ ہو اور عورت کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ شوخ اور ہلکی خوشبو ہو۔

خدّام الدّین

فون نمبر ۶۷۵۴۴ ایڈیٹر: مناظر حسین نظر

جلد ۹ | ۱۱ ربیع الاول سنہ ۸۳ ، ۲ اگست سنہ ۶۳ | شمارہ ۱۳

شام کا ناکام انقلاب

مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں نت نئے فوجی انقلابات اور خونریزی کے واقعات سُن سُن کر وہ کون سا مسلمان ہے جسے دلی طور پر دُکھ اور قلق نہ محسوس ہوتا ہو ——

جہاں تک حالات وواقعات کا تعلق ہے یہ ممالک خود بھی جانتے ہیں اور وہ اس حقیقت سے غافل نہیں کہ ان کے آپس کے اختلافات انہیں کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔ بالخصوص موجودہ صورتِ حالات میں جبکہ سامراجی قوتیں انہیں تباہ حال دیکھنے کے درپے ہیں اور اسرائیل کا ناگ ان کے دروازوں پر پھنکار رہا ہے یہ اور بھی افسوسناک اور خطرناک ہے کہ وہ آپس کے اختلافات کو ہوا دیں اور عرب قومیت کے نقطۂ نظر کی مخالفت کریں۔ اس وقت مشرق وسطیٰ کے ممالک دو گروپوں میں تقسیم ہیں —— عرب عوام کی اکثریت صدر ناصر کے حامی ہے۔ اور وہ صدر مصر کو عربوں کا نجات دہندہ خیال کرتی ہے۔ برسر اقتدار گروہ صدر ناصر کو اپنے اقتدار کے لئے مستقل خطرہ اور اپنی من مانی کارروائیوں کی راہ میں روڑا خیال کرتا ہے اور ہر قیمت پر چاہتا ہے کہ صدر ناصر کو کسی نہ کسی طرح ناکام بنا دیا جائے —— چنانچہ اب تک جو انقلابات رونما ہوئے ہیں اسی اختلاف کے برگ وبار ہیں

شام کا تازہ فوجی انقلاب بھی صدر ناصر کے حامی عوام اور فوجیوں نے ہی برپا کیا تھا اور اگرچہ اسے ناکام بنا دیا گیا ہے مگر دمشق کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت کو اس کے دبانے میں زبردست فوجی طاقت استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور آبادی میں تو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے زبردست جنگ سے دوچار ہونا پڑا جس میں سینکڑوں شامی ہلاک اور ہزاروں اشخاص گرفتار کئے گئے —— اور اب نہ جانے ان گرفتار شدگان میں سے کتنے اشخاص کو موت کے گھاٹ اتارا جائے —— بہر حال ہمارا اندازہ ہے کہ شامی لیڈروں کے نامۂ اعمال میں خونریزی کی جو فہرست مرتب کی جائے گی۔ وہ بڑی ہی طویل ہوگی اور پتہ نہیں آئندہ اس کے کیا نتائج ہوں، فوجی انقلاب کا دھارا کہاں سے پھوٹے اور کس سمت کو بہے —— ہمارا اندازہ ہے کہ اس انقلاب کو بظاہر دبا دینے کے بعد بھی برسر اقتدار پارٹی مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتی —— اور فوجی انقلاب کا خطرہ بہر حال اس کے سر پر منڈلاتا ہی رہے گا —— نظر یہی آتا ہے کہ انقلاب کی تلوار برسر اقتدار پارٹی کے سر پر لٹک رہی ہے اور صرف وقت کا انتظار ہے موجودہ حکومت اگرچہ صدر ناصر کے حامیوں کو کچلنے اور انہیں اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے سر توڑ کوشش کریگی لیکن اگر کل صدر ناصر کے حامی کامیاب ہوگئے تو وہ بھی اپنے مخالفین کو چن چن کر گولی کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے —— اور اس طرح شام میں دوبارہ خونریزی کا بازار گرم ہو جائے گا —— اللہ تعالےٰ مسلم ممالک پر رحم فرمائے اور انہیں اعتصام بحبل اللہ کی توفیق دے تاکہ وہ آپس میں لڑنے کی بجائے اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا قلع قمع کر سکیں ——

چین اور روس کے درمیان سرد جنگ

چین اور روس کے درمیان سرد جنگ آج کل زوروں پر ہے۔ چین سٹالن ازم کا حامی اور روس کی موجودہ لیڈرشپ کا سخت مخالف ہے۔ وہ روس کی موجودہ پالیسی کو روسی وزیر اعظم کی بزدلی اور کمیونزم کی موت کا پیش خیمہ قرار دیتا ہے —— دوسری طرف روس چینی لیڈرشپ کو جنونیوں کا ٹولہ قرار دیتا ہے اور انہیں الزام دیتا ہے کہ وہ دنیا کو جنگ کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں۔ اور پرانے کھنڈروں اور لاشوں پر نئے سماج کی تعمیر کے دعوے دار ہیں جسے روس کسی صورت میں پسند نہیں کرتا بہر حال دونوں کمیونسٹ ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے درپے ہیں —— اور دونوں میں سے ایک فریق کی کامیابی کا انحصار دنیا کی کمیونسٹ پارٹیوں کے فیصلہ پر ہے۔ اگر کمیونسٹ پارٹیوں کی اکثریت نے روس کا ساتھ دیا تو اس کا پلڑہ چین کے مقابلہ میں بھاری ہے لیکن اگر کمیونسٹ پارٹیوں نے چین کا ساتھ دیا تو روس اپنی سائنسی ترقیات اور مادی قوت کے بل بوتے پر چین کے سامنے جھکے گا تو نہیں۔ مگر درونِ پردہ اسے نیچا دکھانے کی سازشیں ضرور جاری رکھے گا۔ اور کمیونسٹ پارٹیوں کو رام کرنے کی سر توڑ کوشش کرے گا —— بظاہر چین کا پلہ دنیا کی کمیونسٹ پارٹیوں میں افرادی اکثریت کی بناپر بھاری ہے اور ویسے بھی ماؤزے تنگ کمیونسٹ پارٹی کا سینئر ممبر ہے اور اس نے آزادی کے لئے تیئس سالہ جنگ لڑی ہے اس کے برعکس خروشچیف کو بچی پکائی ...... ملی ہے اور وہ صرف اپنے اقتدار کو بحال رکھنے کی غرض سے چین کو پیچھے دھکیلنا چاہتا ہے ——

دیکھئے فتح کس کی ہوتی ہے؟ خروشچیف کی یا ماؤزے تنگ کی؟ اور اس کا فیصلہ وقت ہی کرے گا —— لیکن اس قدر ضرور ہے کہ ان کے اختلاف سے امریکی اور روسی بلاک کے درمیان کسی قریبی جنگ کا خطرہ ضرور کچھ وقت کے لئے ٹل گیا ہے ——

ایڈیٹر "پیام اسلام" پر پابندی

تین چار ماہ قبل ڈپٹی کمشنر لاہور کے احکام کے تحت حافظ طالب حق صاحب مدیر پیام اسلام کو لاہور سے شہر بدر کر دیا گیا تھا۔ وہ نوٹس کے موصول ہوتے ہی شیخوپورہ منتقل ہوگئے۔ لیکن کسی وجہ سے نوٹس کی تعمیل نہ کر سکے اور آج تک لاہور سے باہر ہیں اب جبکہ حکومت نے شہر بدر ہونے والے تمام حضرات سے پابندی اٹھالی ہے اور فرقہ وارانہ فسادات کا کوئی خطرہ بھی باقی نہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ حافظ صاحب موصوف کو کیوں اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور ان سے کیوں پابندی نہیں اٹھائی گئی ——

ہم ڈپٹی کمشنر لاہور سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حافظ صاحب موصوف سے جو ایک معزز شہری اور ایک مؤقر ہفت روزہ کے ایڈیٹر اور پرنٹر پبلشر ہیں جلد از جلد پابندی اٹھا کر اپنی ۴۵

۴ نکاتی ۳، اضافہ فرمائیں ——

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۳ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ ۲۵ جولائی ۱۹۶۳ء

نجاتِ دارین کا مکمّل نسخہ

مرتبہ: مناظر حسین نظر

جانشینِ حضرت شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد! قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تمام نوع انسانی سے خطاب کرکے فرما دیجئے کہ میں تم سب کی طرف، عرب و عجم کی طرف، مشرکوں آتش پرستوں، ستارہ پرستوں اور یہود و نصاریٰ کی طرف قیامت تک کے لئے نبیٔ آخر الزمان بناکر بھیجا گیا ہوں ۔ سلسلۂ نبوت آدم ع سے شروع ہؤا اور مجھ پر ختم ہوگیا ۔ دین کی تکمیل ہوگئی اور اب میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی نیا دین جنم لے گا جو عنداللہ قابل قبول ہو ــــ خدا کا فیصلہ ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۰

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے پسند کرلیا کہ دین الاسلام ہو ــــ مقصد یہ ہے کہ قیامت تک کے لئے اب صرف ایک ہی دین اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے اور وہ اسلام ہے جس میں تمہاری ہر مشکل کا حل اور ہر موقع کے مناسب ہدایت موجود ہے ۔ اب امت مسلمہ اپنے تمام مقاصد و خصائص کے ساتھ ظہور میں آچکی ہے اور اس کے پاس نجات دنیوی و اخروی کا مکمل نسخہ اور کائنات انسانی کے لئے خداوند قدوس کی طرف سے فلاح دارین کا آخری ہدایت نامہ قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے ــــ

محترم حضرات!

مسلمانوں پر اللہ جل شانہٗ کا یہ بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے قرآن عزیز اور اسلام جیسی عظیم اور لازوال نعمت سے نوازا ــــ یہ ہمارے آقائے کریم جناب محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قیامت تک رہنے والا معجزہ اور تمام نوع انسانی کے لئے ہمیشہ رہنے والا نظام زندگی اور دستور حیات ہے اس میں رشد و ہدایت کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں اور ساری کتب سماوی کا نچوڑ اس میں جمع ہے۔

برادرانِ عزیز!

خداوند قدوس نے ہر قوم کے لئے ہادی بھجوائے کوئی قوم اور ملک ایسا نہیں جس کے لئے اللہ جل شانہٗ نے کوئی رسول اور ہادی نہ بھیجا ہو ــــ مگر ہمارے آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ کمال اعزاز ہے ۔ کہ انہیں تمام جہانوں اور ساری مخلوقات کے لئے نبی اور رسول بناکر بھیجا اور ان کے بارے میں یہ فیصلہ ناطق فرمایا

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ــــ

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے ــــ

یعنی کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہشِ نفس پر مبنی ہو ۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے بارے میں فرماتے ہیں ــــ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے ۔ وحی متلو کو قرآن اور غیر متلو کو حدیث کہا جاتا ہے ــــ

ہم اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں اس نبیٔ آخر الزمان کی امت میں پیدا کیا کہ جس کی امت میں پیدا ہونے کی دعائیں خود گزشتہ انبیاء علیہم السلام کرتے رہے اور جس کا ہر ہر لفظ ارشادِ خداوندی اور ہر ہر حکم فرمان خداوندی ہے ــــ

پھر خدا کا یہ احسان ہم پر کیا کم ہے کہ ہمیں خیرِ امت کے لقب سے یاد کیا اور وہ فریضہ ہمارے ذمہ لگایا جو گزشتہ انبیاء علیہم السلام ادا کیا کرتے تھے ۔ یعنی لوگوں کو بھلائی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا ــ اللہ کی طرف بلانا اور غیر اللہ سے توڑنا ــــ فانی رشتوں سے قطع نظر باقی کی ذات میں فنا ہونا اور دنیا میں رہ کر بھی دنیا سے لو نہ لگانا بلکہ صرف اللہ جل شانہٗ کو مقصودِ حقیقی اور کارسازِ مطلق جاننا ــــ اور یہ وہ تعلیم ہے جو صرف اسلام ہی نوعِ انسانی کو دیتا ہے اسلام دین اور دنیا دونوں کی ترقی کا ضامن ہے ۔ مگر مقصود صرف آخرت کو قرار دیتا ہے ــــ دنیا میں رہنے، کھانے پینے، تہذیب اخلاق، تدبیرِ منزل، سیاستِ مدینہ، خلافتِ کبریٰ کے قیام سب میں رہنمائی کرتا ہے مگر مقصدِ تخلیقِ انسانی صرف عبادت کو قرار دیتا ہے ۔ ارشاد ربانی ہے ۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۰

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اگر ہم نے تمام کام دنیا میں انجام دیئے لیکن اپنے مقصدِ تخلیق کو بھول گئے تو گویا ہم نے زندگی کو بے مقصد گزار دیا اور اس کی کوئی قدر و قیمت، اللہ کے نزدیک نہ ہوگی ــــ اسی لئے ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

انسان دنیا میں صرف بیاہ شادیاں کرنے، اولاد پیدا کرنے، ہوائی جہاز اور طرح طرح کی ایجادات کرنے، جائدادیں بڑھانے اور عیش و عشرت میں زندگی گزارنے کے لئے نہیں آیا ــ ٹھیک ہے ۔ کہ اس کو بقائے حیات کے لئے کھانا کھانے کی ضرورت ہے مگر مقصود بالذات کھانا نہیں ۔ یہ صحیح ہے کہ معاشرتی اور اقتصادی ضروریات کو پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہے مگر مقصودِ حقیقی یہ نہیں ہیں ــــ مقصود حقیقی اور مقصود بالذات محض اللہ جل شانہٗ ہیں اور انسان صرف بندگی کرنے اور خدا و رسول کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے معرض وجود میں آیا ــ

خدا کرے کہ ہم اپنا مقصدِ تخلیق پہچانیں اور عبدیتِ کاملہ کے نمونۂ کامل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں ــــ ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا ایک پروگرام اخروی ہے ۔ اور دوسرا دنیوی ــ جو اس کے اخروی پروگرام پر عمل کریگا آخرت میں کامیاب ہوگا اور جو دنیوی پروگرام پر عمل کرے گا دنیا میں کامیابی حاصل کریگا اور اگر دونوں پروگرام قرآن عزیز کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل میں لائے گا تو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوگا اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم علمائے ربانیین کی صحبت میں رہ کر کتاب و سنت کی علمی اور عملی تحصیل کریں ــــ ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ رنگ ہے قرآن، رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگساز ہیں صوفیائے عظام ــ چنانچہ قرآن عزیز کا کامل رنگ انہیں اولیائے کرام کی صحبت میں کامل طور پر چڑھ سکتا ہے جو کتاب و سنت کے پورے عالم اور عامل ہوں ــ ؎

خطبۃ الجمعہ ۴ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۶۳ء

صاحبِ خُلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد!

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

(اے پیغمبر) بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

آیت بالا میں خداوند قدوس جل شانہٗ نے اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی اور ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے کہ آپ خلق عظیم کے حامل ہیں ——

خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَمَحَاسِنَ الْاَعْمَالِ

میں بزرگ ترین اخلاق اور نیکو ترین اعمال کی تکمیل کے لئے نبی بنایا گیا ہوں۔

دشت وچمن

مولانا شبلی نعمانی مرحوم مؤلف سیرت نبوی نے تحریر فرمایا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم میں مسلم وکافر، دوست دشمن اور عزیز وبیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی —— ابر رحمت دشت وچمن پر یکساں برستا تھا۔

بہتری اور برتری کا معیار

اگر آپ کسی انسان سے ملیں، اس کے پاس جائیں یا اس سے گفتگو کریں تو اس کی اچھائی برائی کے متعلق پہلا حکم آپ اس کے اخلاق کی بنا پر ہی لگائیں گے اور اس کی جتنی نیک عادات آپ کے سامنے آتی جائیں گی اتنی ہی اس کی محبت آپ کے دل میں راسخ ہوتی جائیں گی —— اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کا کیریکٹر اور اس کی نیک عادتیں ہی اس کی بہتری اور برتری کا معیار قائم کرتی ہیں —— چنانچہ آج اسی نکتہ نظر سے دنیا کی عظیم ترین ہستی اور بے نظیر ولاثانی معلم اخلاق سرور دو عالم جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل واطوار اور اخلاق حسنہ کو آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا ہے تاکہ ہم سب ان کے نقوش قدم کی پیروی کریں اور ان کے اخلاق واوصاف کو اپنا کر دنیا وآخرت میں کامیاب وسرخرو ہوں۔

حُسن واحسان

دنیا میں کسی شخص کی پیروی کے لئے ضروری ہے کہ اُس سے بے پناہ محبت والفت ہو —— اور محبت والفت پیدا ہی نہیں ہوتی جب تک کہ محبوب میں دو خوبیاں نہ ہوں ایک حسن دوسرے احسان ——

حسن نام ہے ظاہری اعضاء کے تناسب، دلفریب شکل اور محاسن ذاتی کے مالک ہونے کا اور خاص طور پر اُن صفات کاملہ سے موصوف ہونے کا کہ جو انسان کی ذات کو حد تکمیل تک پہنچا دیں

احسان کے معنی ہیں ایصال الخیر الی الغیر یعنی اجنبی کو اپنے اخلاق اور خوبیوں کے ساتھ گرویدہ بنا لینا —— چنانچہ دوسری بے شمار اور بے حد وحساب خوبیوں کے علاوہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اتم موجود تھیں یہ دو خوبیاں بھی آپؐ کی ذات والاصفات میں بحد کمال جلوہ فگن تھیں —— دوسرے الفاظ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان ہر دو خوبیوں کا سرچشمہ اور منبع ہیں اور تمام حسن کا خاتمہ آپ کی ذات پر ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

اور یہ شعر تو آپ کے متعلق زبان زد خواص وعوام ہے ؎

حسن یوسف، دم عیسٰے، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اب احسان کامل کو لیجئے تو یہ دنیا میں آپ کے وجود باجود ہی کی بدولت کامل طور پر ظہور پذیر ہوا اسی لئے اگر حق تعالیٰ شانہٗ کے بعد کسی کے کامل محبت کی جاسکتی ہے تو وہ صرف آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ جس میں حسن اور احسان بحد کمال موجود ہیں اور مخلوق میں جن کا کوئی ثانی اور شریک نہیں ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیل محبت کے بارے میں اپنے امتیوں سے یوں ارشاد فرمایا ہے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

ترجمہ: نہیں ہوتا تم میں سے کوئی مومن یہاں تک کہ ہو جاؤں میں بہت ہی پیارا اُسے —— اس کے باپ سے، اس کے بیٹے سے اور تمام لوگوں سے ——

چنانچہ مولانا ظفر علی خاں نے کہا تھا ؎

حج اچھا، نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاید ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

پس انسان کی محبوب سے محبوب ترین ہستی اگر مخلوقات میں کوئی ہوسکتی ہے تو وہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمدؐ

اب ظاہر ہے کہ جب ساری مخلوقات میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی سب سے محبوب تر ہوسکتی ہے تو ہمیں اپنی زندگی کے ہر گوشہ میں اور اپنے اعمال کی ہر حرکت میں انہیں کے طور واطوار اور اخلاق واوصاف کو اپنانا چاہیئے اور انہیں کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔

حضور علیہ السلام غیروں کی نظر میں

حضور علیہ السلام کے خُلق اور خَلق پر اگر نظر ڈالی جائے تو صاف طور پر نظر آئے گا کہ آپ حسن صورت اور حسن سیرت کے اعتبار سے تمام کائنات عالم میں بے مثل تھے ——

حسان بن ثابت نے فرمایا تھا ؎

خلقت منزۃ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ پیدا کئے گئے ہیں حالانکہ آپ بری ہیں ہر ایک عیب سے گویا کہ آپ پیدا کئے گئے ہیں جیسا آپ نے چاہا ——

لیکن یہ شعر تو ایک صحابئ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا ہے اور جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے اور اس لئے ایک غیر مسلم پنڈت ہری چند اختر کا شعر سن لیجئے ؎

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اسی طرح بے شمار غیر مسلم فضلاء نے حضور علیہ السلام کی ذات گرامی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے چنانچہ چند ایک اقوال درج ذیل ہیں ——

۲۔ **ڈاکٹر ڈیلے** :۔ محمدؐ عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم میں سے تھے۔ صورت میں شکیل اور طور طریق میں رسیلے اور بے تکلف تھے ——

ایڈورڈ گبن :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن میں شہرہ آفاق تھے اور یہ نعمت صرف انہیں لوگوں کو بُری معلوم ہوتی تھی جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا نہیں ہوئی —— لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہانہ شکل، رسیلی آنکھیں، وضعدار تبسم، بھری ہوئی داڑھی، ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچ دے اور ایسی حرکت اعضاء جو زبان کا کام دے دیکھ کر تعریف کیا کرتے تھے ——

مارکس ڈاڈ :۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف ترین عرب کا ہوسکتا ہے۔ آپ کے نزدیک دنیاوی وجاہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپ جس تہذیب و اخلاق سے ایک قیمتی ملبوس رکھنے والے شخص کا خیر مقدم کرتے تھے اسی طرح ایک بوسیدہ لباس والے کی عزت کرتے تھے۔ آپ اپنے غلاموں پر نہایت مہربان، اپنے مقلدین سے محبت کرنے والے اور اجانب کے واسطے بہت دلکش تھے —— آپ کی خدمت میں ہر شخص باریاب ہوسکتا تھا۔ آپ کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی خدمات کا بہت خیال ہے —— آپ کے لئے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت دشوار تھا آپ کمزور سے کمزور شخص کی بھی دعوت قبول فرما لیتے تھے ——

اسٹینلی لین پول :۔ محمدؐ نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا، سب سے آخر سخت حملہ جو آپ نے کبھی استعمال کیا وہ یہ ہوتا تھا "اس کو کیا ہو گیا ہے؟" "اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو" جب کبھی آپ سے بد دعا کی درخواست کی گئی ہے آپ نے یہی جواب دیا "میں بد دعا کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ میں انسانوں کے لئے مجسمۂ رحم و کرم بن کر آیا ہوں" آپ بیماروں کی عیادت کے لئے جاتے، جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے، غلاموں کی دعوت رد نہ فرماتے۔ اپنے کپڑوں کی مرمت کر لیتے، بکریوں کا دودھ خود ہی نکالتے، جن کی حفاظت کی ذمہ داری کرتے نہایت وفاداری سے کرتے، آپ کی گفتگو بہت شیریں ہوتی اور جو کچھ کھانا کھاتے اس میں تمام حاضرین کو شریک کر لیتے ——

الیسٹے اینڈ ولیسٹے آف لندن میں لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بانیٔ مذہب تھے جو دینی بادشاہ بھی تھے اور دنیوی بھی —— جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے قوی معاملات میں حق رسانی، فتح کرنے میں رحم، حکمرانی میں اعتدال اور سب سے مقدم دوسرے مذاہب کی ادائے رسوم و فرائض میں بے روک ٹوک آزادی کے احکام صادر فرمائے ہیں تو ہم کو یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ آنحضرت صلعم تمام نبیوں اور بادشاہوں میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑی تعلیم کا استحقاق رکھتے ہیں ——

سر ولیم میور لکھتا ہے کہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خدائے برتر و توانا پر پورا بھروسہ اور اعتقاد تھا۔ جس کی طرف سے آپ قوم عرب کی ہدایت و اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے —— آپ کے پائے ثبات کو سر مو بھی لغزش نہ ہوتی تھی۔ آپ عالم تنہائی و مصیبت میں ایسے عالی پایہ اور جلیل الشان نظر آتے تھے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں آپ کا کوئی عدیل و مثیل دکھائی نہیں دیتا —— اسلام میں پرہیزگاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں ——

مسٹر چیمبر نے انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔

مذہب اسلام کا وہ حصہ جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ نہایت کامل اور بدرجۂ غایت مؤثر ہے —— اس سے مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں —— یہ نصیحتیں کسی ایک یا چند صورتوں میں مجتمع نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عظیم الشان عمارت میں سلسلۃ الذہب کی مانند ملی جلی ہیں۔ ناانصافی، جھوٹ، غرور، انتقام، غیبت، استہزا، طمع، فضول خرچی، حرامکاری، خیانت اور بدگمانی کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں عاقبت اندیشی، فیض رسانی، پاکدامنی، حیا، بردباری، صبر و تحمل، کفایت شعاری، سچائی، راست بازی، عالی ہمتی، صلح پسندی، حق گوئی، راستی اور سب سے بڑھ کر خدا پر توکل اور امر الٰہی کے انقیاد کو سچی ایمانداری کی بنیادی کی بنیاد اور مومن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے ——

(باقی باقی)

ایجنٹ صاحبان متوجہ ہوں

بعض ایجنٹ حضرات ایسے ہیں کہ کئی کئی ماہ کی رقمیں دبائے بیٹھے ہیں باوجود بار بار یاد دہانی کے اپنا حساب بے باق نہیں کرتے ادارہ خدام الدین نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے ایسے تمام نادہند ایجنٹوں کو خدام الدین کی ترسیل بند کر دی جائے لہٰذا ۹ راگست سے مندرجہ ذیل مقامات کی ایجنسیاں بند کی جارہی ہیں۔ ان مقامات کے قارئین سے درخواست ہے کہ ان حضرات کو مجبور کریں کہ وہ فوراً ادائیگی کر کے اس کار خیر کو جاری رکھیں بصورت دیگر ہم پرچہ بند کرنے کے علاوہ قانونی کارروائی بھی کریں گے۔ علاوہ ازیں ان مقامات کے لئے مخلص کارکن ایجنٹوں کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات ہم سے فوری خط و کتابت کریں ——

مشتاق حسین بخاری مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

نام و شہر و قصبہ	نام و شہر و قصبہ
لاکھوں ارائیں روڈ	تاندلیانوالہ
ٹامیوالی خیرپور	حضرو
دادو سندھ	بھاوریاں (سرگودھا)
پنو عاقل (سندھ)	حسن ابدال
مظفرآباد آزاد کشمیر	سیالکوٹ
ٹھٹھ شاہ	شکارپور (سندھ)
ننکانہ صاحب	وزیرآباد
کیمبل پور	کراچی شہر (صدیقی برادرز)
کوٹلی ستیاں (راولپنڈی)	

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محبتِ رسول

ایم عبد الرحمن لودھیانوی شیخوپورہ

(۱) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ـــ

(پ ۳ ع ۱۲)

ترجمہ! آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو ـ خدا تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے۔

قرآن کریم کا یہ خاص طرز ہے کہ عموماً خوف کے ساتھ رجا اور رجا (الد) کے ساتھ خوف کا مضمون سناتا ہے ـ خدا سے ڈر کر اگر برائی چھوڑ دو گے تو اس کی مہربانی پھر تمہارا استقبال کرنے کو تیار ہے ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں آؤ تم کو ایسا دروازہ بتائیں جس سے داخل ہو کر مغفرت و رحمت کے پورے مستحق بلکہ خدا تعالےٰ کے محبوب بن سکتے ہو۔ دشمنان خدا کی موالات و محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا معیار تبلاتے ہیں یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی ؐ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا ـ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت کے دعویٰ میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعویٰ میں سچا ہو گا اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا ـ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہو کر یہاں سے نبوت کا بیان شروع کیا گیا اور پیغمبر آخر الزماں کی اطاعت کی دعوت دی گئی

یہود و نصاریٰ کہتے تھے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں)

یہاں تبلا دیا گیا کہ کافر کبھی خدا کا محبوب نہیں ہو سکتا اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے احکام کی تعمیل کرو پیغمبر کا کہا مانو اور خدا کے سب سے بڑے محبوب کے نقش قدم پر چلے آؤ ـ رسول کی اطاعت پر محبت کے منحصر کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے بندے سب برابر ہیں ـ ان کی اطاعت کس لئے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا نے ان کو برگزیدہ کر لیا ہے ـ جن میں سے اول برگزیدہ آدم ہیں پھر نوحؑ پھر ابراہیمؑ اور عمران کا خاندان موسیٰؑ و ہارونؑ وغیرہ یہ خدا نہ تھے نہ فرشتے تھے آدمی تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور برگزیدگی اس کے علم و حکمت پر منحصر ہے۔

سلسلۂ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے اور نوح، ابراہیم علیہما السلام بھی اسی طرح برگزیدہ تھے قابل اطاعت تھے یہ کوئی نئی بات نہیں اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ ان کا ارتباط خاص تھا جس کے سبب وہ ان امور سے مطلع کئے جاتے تھے ـ جن سے تم نہیں کئے جاتے ـ اس لئے ان اسرار کی تعلیم کے سبب وہ مقتدا قابل اطاعت تھے ـــ

خدا کی مخلوقات میں زمین، آسمان، چاند سورج ستارے، فرشتے، جن، شجر، حجر سب ہی شامل تھے ـ مگر اس نے اپنے علم محیط اور حکمت بالغہ سے ملکات روحانیہ اور کمالات جسمانیہ کا جو مجموعہ ابو البشر آدم علیہ السلام میں ودیعت کیا وہ مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا بلکہ آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنا کر ظاہر فرما دیا کہ آدم کا اعزاز و اکرام اس کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے زیادہ ہے آدم کا یہ انتخابی اور اصطفائی فضل و شرف جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں کچھ ان کی شخصیت پر محدود و مقصور نہ تھا ـ بلکہ منتقل ہو کر اُن کی اولاد میں نوح علیہ السلام کو ملا ـ پھر منتقل ہوتا ہوا نوح کی اولاد حضرت ابراہیمؑ تک پہنچا یہاں سے ایک نئی صورت پیدا ہو گئی ـ آدم و نوح علیہما السلام کے بعد جتنے انسان دنیا میں آباد رہے تھے وہ سب ان دونوں کی نسل سے تھے کوئی خاندان دونوں کی ذریت سے باہر نہ تھا برخلاف اس کے ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی نسل کے علاوہ دنیا میں دوسرے بہت خاندان موجود رہتے ہیں جس خدا نے اپنی بے شمار مخلوقات میں سے منصب نبوت کے لئے آدمؑ کا انتخاب کیا تھا ـ اسی کے علم محیط اور اختیار کامل نے آئندہ کے لئے ہزاروں گھرانوں میں سے اس منصب جلیل کے واسطے ابراہیمؑ کے گھرانے کو مخصوص فرما دیا ـ جس قدر انبیاء اور رسل ابراہیمؑ کے بعد آئے ان ہی کے دو صاحبزادوں اسحاق و اسماعیل علیہما السلام کی نسل سے آئے ـ چونکہ عموماً نسب کا سلسلہ باپ کی طرف سے چلتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے وہم ہو سکتا تھا کہ اُن کو نسل ابراہیمی سے مستثنیٰ کرنا پڑے گا ـ حضرت مریم صدیقہ کے والد عمران کا سلسلہ آخر حضرت ابراہیم پر منتہی ہوتا ہے تو آل عمران، آل ابراہیمؑ کی ایک شاخ ہوئی اور کوئی پیغمبر خاندان ابراہیمی سے باہر نہیں ہوا ـ

عقلی و عادی طور پر یہ بات ایک معمولی سا فہم رکھنے والے کو بھی معلوم ہے کہ جو شخص کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس محبّ کو اس محبوب کے ہر قول و فعل، حال کی دل، زبان اور اعضاء سے پیروی کرنی پڑتی ہے ـ ورنہ عقلاء کے نزدیک وہ کاذب ہے پس اسی طرح محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلعم جن کو ذات باری نے اپنی طرف سے منتخب و ممتاز بہ رسالت فرما کر ہماری ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور جنہوں نے اپنی عمر عزیز ہماری بہتری میں خرچ کی، ان کے لئے بھی بدیہی طور پر ہمارا فرض عین ہے کہ ہم ان کی دل میں عظمت رکھیں زبان کو ان کی نعت و مدح سے تر و تازگی دیں اور اعضاء و جوارح سے وہ اعمال کریں جن سے وہ راضی تھے جن کا وہ امر کرتے تھے اقرار رسالت سے ہرگز یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ بس نفس رسالت کا قائل ہو اور باقی صاحب رسالت علیہ السلام کے حرکات و سکنات، سنن و آداب، اقوال و افعال اور احوال سے کوئی تعلق نہ ہو ـ افسوس ان لوگوں نے حقیقت محمدیہؐ کو نہیں پہچانا اور نہ آپ کے کمالات و فضائل کا مطالعہ کیا ورنہ کیا مجال تھی کہ حبیب رب العالمین سے بدل و جاں کو نہ لگاتے اور آپ شریعت کی غلامی کو فخر نہ سمجھتے ـ

(۲) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(پ ۵ ع ۶)

ترجمہ! پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جبتک یہ بات نہ ہو کہ اُن کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں۔ پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔

اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کیطرف بھیجتا ہے سو اسی غرض کے لئے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے اس کے کہنے کو مانیں تو اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسول کے ارشاد کو بلا تأمل پہلے ہی سے دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور بُرا کرنے کے بعد بھی متنبہ ہو جاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کی معافی کی دعا کرتا تو پھر بھی حق تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیتا مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا کہ اول تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو بعینہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا ہٹے اور بچے پھر جب اس کا وبال اُن پر پڑا تو اب بھی متنبہ اور تائب نہ ہوئے بلکہ جھوٹی قسمیں کھانے اور تاویلیں گھڑنے لگے۔ پھر ایسوں کی مغفرت ہو تو کیوں کر ہو۔ منافق لوگ کس بیہودہ خیال میں ہیں۔ اور کیسے بیہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ آپ کو اے رسول اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے ان کے جی میں کچھ تنگی اور ناراضگی نہ آنے پائے اور آپ کے ہر حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کر لیں گے اس وقت تک ہرگز ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں۔

(۳) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (پ ۲۲ ع ۲)

ترجمہ! اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ پھر ان مومنین کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔

کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور رسول کے حکم دینے کے بعد یہ مجاز باقی نہیں رہتا کہ اس کو عمل میں نہ لاوے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو صریح گمراہی میں پڑتا ہے کیونکہ مرشد کامل اور ہادی برحق کے خلاف کرنا گمراہی میں پڑنا ہے یہ ایک عام حکم ہے اللہ اور رسول کی کسی بات میں نافرمانی اگر انکار کے طور پر ہے تو کفر ہے اور اگر سستی یا خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے تو فسق ہے۔

(۴) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا (پ ۵ ع ۱۴)

(ترجمہ) اور جو شخص رسول مقبولؐ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو لیا تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اُس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی۔

یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت جو صرف نفس ذات ہی سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ تمام اقوال و افعال سے۔ جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔

یہاں تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کا ذکر بھی نہیں گویا آپ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے اور آپ کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے۔

جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جُدی راہ اختیار کرے تو اُس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ مسلمانوں کی جماعت پر ہے جس نے جدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

محبت کے معنے شوق الی المحبوب، ایثار للمحبوب ہے محبت صفت کمال انسانی ہے۔

محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کئے جانے کے شایاں ہو۔

محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں

حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

ہر شخص کا حشر اُسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے

محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔

یہاں جس پاک ہستی کی محبت کا ذکر ہے اس کی شان کو سمجھنے کے لئے مشہور پیغمبروں کی مخصوص صفات کا تصور کرو۔

ایک آدم علیہ السلام	انابت الی اللہ کا راز آشکارا کرنے والا۔
ایک ادریس علیہ السلام	علوم اولین و آخرین کا درس دینے والا۔
ایک نوح علیہ السلام	اسرار کو اعلان سے تبلیغ کرنیوالا
ایک ابراہیم علیہ السلام	گنہگاروں کے لئے رب العزت سے درگزر اور رحمت کا سوال کرنے والا
ایک اسماعیل علیہ السلام	بیت اللہ کو معظم ٹھہرانیوالا
ایک یعقوب " "	خدا کے قادر سے عہد باندھنے والا
ایک یوسف علیہ السلام	بدخواہ و بداندیش پر ترحم کرنے والا
ایک موسیٰ علیہ السلام	قوم کو برگزیدہ بنانے والا
ایک ہارون علیہ السلام	امام فصیح
ایک یحییٰ علیہ السلام	مبلغ و متواضع
ایک داؤد علیہ السلام	قوم کو اجتماعی قوت دینے والا
ایک سلیمان علیہ السلام	خدا کے لئے پاک گھر بنانیوالا

صلی اللہ علیہ وعلی جمیع اخوانہ من النبیین والمرسلین

ہاں وہ جس کے منہ میں خدا کا کلام ہونے کی خبر موسےٰؑ نے دی

ہاں وہ جسے مسیحؑ نے روح الحق بتایا

ہاں وہ جس کی ہیبت وجلال سے داؤدؑ نے دشمنوں کو مرعوب بنایا۔

ہاں جس کے حسن و جمال کا نشید سلیمانؑ نے مقدس میں گایا۔

کیا کوئی صاحب بصر، صاحب دل، ایسے محبوب، ایسے محمود، ایسے مصطفےٰ ایسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے فدا نہ ہو گا اور اس فدا ہونے کو اپنے لئے غایت شرف اور انتہائی کمال انسانیت نہ سمجھے گا۔

حدیث:- لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

ترجمہ! کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک اُسے رسول اللہ کے ساتھ ماں باپ اور اولاد اور باقی سب اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو

آپ سب سے زیادہ سخی تھے۔ عدل و انصاف کے دلدادہ تھے۔ اشجع الناس تھے۔ مسکنت و تواضع آپ کی صفت لازم تھی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضورؐ نے ایک دکان سے پاجامہ خریدا۔ اٹھنے لگے تو دکاندار نے حضور کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا۔ حضورؐ نے جھٹ ہاتھ کو پیچھے ہٹا لیا اور زبان مبارک سے فرمایا۔ یہ تو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تم ہی سے ایک ہوں۔

آپ بڑے شرمیلے تھے۔ آپ بہت شفیق اور رؤف تھے۔ آپ کا زہد بے مثال تھا آپ میں صفت عفو و کرم کمال درجہ کی تھی۔

دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتی ہیں۔ اور

آپ جبرئیلؑ سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ آثار صحت اس حدیث کے صفحات پر نمایاں ہیں ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جو کوئی بھی ایسے محمدؐ، ایسے ستودہ، ایسے محمود، ایسے وجود باجود، ایسے مصطفےٰ ایسے برگزیدہ سے محبت نہیں کرتا وہ فی الحقیقت ان جملہ اخلاق و صفات سے محبت نہیں رکھتا آؤ ہم تو محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سیکھیں جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت و صحبت کے لئے چن لیا تھا۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے تعظیم وہی تعظیم ہے جس کا منشاء محبت ہو اور وہ اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبداء محبت ہو

عروہ بن مسعود ثقفی سفیر کا بیان پیشتر از صلح حدیبیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو بقیہ آپ وضو پر صحابہؓ یوں گرے پڑتے ہیں گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضورؐ کی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ حضور کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب دوڑتے پھرتے ہیں حضورؐ کچھ بولتے ہیں تو سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ دیکھ کر عروہ نے قوم سے آکر بیان کیا لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا اور قیصر کا دربار بھی دیکھا، نجاشی کا دربار بھی دیکھا۔ مگر اصحاب محمدؐ جو تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے دربار اور ملک میں حاصل نہیں۔

زید بن دثنہ رضؓ کو کفار نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لئے ان سے خرید لیا تھا جب ان کو سولی دینے کے لئے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے اس سے کہا۔ زید تجھے خدا ہی کی قسم! تم چاہتے ہو کہ محمدؐ کو پھانسی دی جاتی اور تم اپنے گھر آرام سے ہوتے۔ زیدؓ نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلعم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی ایک کانٹا لگے۔

ابوسفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسے اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے ہے۔

ایک صحابی رضؓ کا ذکر ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو وہ حضورؐ ہی کی جانب تاک لگائے دیکھتے رہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ وہ بولے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس دیدار کی بہار لوٹ لوں آخرت میں حضور کے مقام رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

(پ ۵ ع ۶)

ترجمہ! جو کوئی اللہ اور رسولؐ کا حکم مانے سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث انس رضؓ میں صاف ہی فرما دیا۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ

ترجمہ! جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

جس نے میری روش کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی۔

جنگ اُحد کا ذکر ہے ایک عورت کا بیٹا، بھائی، شوہر قتل ہو گئے تھے وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ میں آئی اُس نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بحمد اللہ وہ تو بخیریت ہیں جیسا کہ تو چاہتی ہے بولی نہیں مجھے دکھا دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لوں۔ جب اس کی نگاہ چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ جوش دل سے بول اٹھی كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ، آپ زندہ ہیں تو اب ہر مصیبت کی برداشت آسان ہے۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا اور اس کا فرزند عبداللہ صادقین میں سے تھا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی لَوْ شِئْتَ لَاَتَيْتُ بِرَاْسِهٖ اگر حضور چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر لے آؤں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر عثمان غنیؓ کو مکہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا قریش نے کہا تم بیت الحرام میں آ گئے طواف تو کر لو۔ انہوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر میں کبھی طواف نہ کروں گا۔

علی مرتضیٰؓ سے کسی نے پوچھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا بخدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مال و اولاد، فرزند و مادر سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے تھے جیسے ٹھنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے

علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں۔ جو کوئی یکا یک حضورؐ کے سامنے آجاتا وہ دہل جاتا جو پہچان کر پاس آبیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا۔ دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضورؐ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا پیچھے نہیں دیکھا۔

عمار بن یاسرؓ کے پوتے نے ایک صحابیہؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تو حضور کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔ وہی چہرہ جس کے دیدار سے جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ عبداللہ بن سلام کے قلب کو منور کرتا ہے عبداللہ کہتے ہیں میں آپ کو دیکھنے گیا تھا مجھے تو چہرہ نظر آتے عرفان ہو گیا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں۔

صحابہؓ نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کام کئے جو ہزاروں سال تک اسلام کی صداقت اور صحابہؓ کے خلوص اور محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح معنی کا مفہوم ظاہر کرتے رہیں گے۔

مغیرہؓ کی روایت میں ہے کہ اگر کسی صحابی کو حضورؐ کے در دولت پر دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کو کھٹکھٹایا کرتا تھا۔

کوئی صحابی حضورؐ کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا کہ اس کی آواز حضورؐ کی آواز سے اونچی ہوتی اس ادب کی تعلیم خود خدائے برتر نے دی تھی۔

پس محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک علامت ہمارے لئے یہ ہے کہ حضورؐ کے کلام اور فرمودہ کی عزت ہمارے دل میں ہو اور جب کوئی حکم صحیح طور پر نبی معصوم سے جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے ہم کو مل جائے اُس وقت اس کی قبولیت اور تعمیل میں ہم کو ذرا تامل اور عذر باقی نہ رہے۔

محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک علامت یہ ہے کہ حضور کا ذکر خیر زبان پر اکثر جاری رہے

حدیث:۔ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ ۔۔۔ ترجمہ:۔ جس کسی کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے وہ اس کا ذکر اکثر کیا کرتا ہے۔

محبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک علامت یہ ہے کہ آل نبی کے ساتھ سچے دل اور شفاف قلب سے محبت ہو۔

عمر فاروقؓ کے حال میں ہے کہ جب وہ صحابہؓ کے روزینے مقرر کرنے لگے تو اپنے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کا روزینہ تین ہزار مقرر کیا اور اسامہ بن زید کا تین ہزار پانچسو سالانہ۔ عبداللہ نے کہا اسامہ کو کونسی فضیلت حاصل ہے وہ کسی غزوہ میں میری طرح حاضر نہیں رہا فاروقؓ نے کہا اس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ خود تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیارے تھے اس لئے میں نے اپنے پیارے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو ترجیح

دی ہے۔

امامین شہیدین حسنین علیہما السلام اور ان کے ابوین طیبین کی محبت عین محبت النبی صلعم ہے ان کے فضائل یاد رکھنا - بیان کرنا - ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ہے

مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے جن کے اوصاف قرآن مجید و احادیث پاک میں بکثرت موجود ہیں محبت رکھنا محبت النبی صلعم ہے - اتباع صحابہ رضؓ اور متابعت سنت خلفاء عین محبت النبی صلعم ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ

مولانا سلیمان منصور پوریؒ
(مصنف رحمۃ اللعالمین)

اسمائے رسولؐ

(۱) ہمارے سید و آقا خواجہ ہر دو سرا کا مقدس نام محمدؐ ہے - حضورؐ کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ والدہ مکرمہ معظمہ کا نام آمنہ اور حضورؐ کی دایہ (دانا) کا نام حلیمہ سعدیہ ہے۔

محمدؐ کے معنے تعریف کیا گیا - کل دنیا اس کی مدّاح ہے - حضورؐ کا ذاتی نام محمدؐ بھی ہے اور احمدؐ بھی - دونوں حمد سے بنے ہیں۔

محمدؐ - حمدؐ سے مبالغہ کا صیغہ ہے آپ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی محمود ہیں - ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں - زمرۂ انبیاء و مرسلین میں بھی محمود ہیں اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔

(۱) محمدؐ وہ ہے جس کی حمد و نعت جملہ اہل ارض و سماء نے سب سے بڑھ کر کی ہو۔

(۲) احمدؐ وہ ہے جس نے رب السموٰت و الارض کی حمد و ثنا سب سے بڑھ کر کی ہو۔

(۳) وہ اُمّی ہے اور ام القریٰ کی عزت و وقعت اسی نسبت قدسیہ سے ہے۔

(۴) وہ مطلوب ہے مگر طالبین سے کوئی حاجت نہیں رکھتا۔

(۵) وہ متبوع ہے - اور اس کی تبعیت دوسروں کو مطاع بنا دیتی ہے

(۶) وہ نبی ہے (۷) وہ رسول ہے (۸) وہ عبد ہے (۹) وہ امین ہے (۱۰) وہ معلم ہے (۱۱) وہ برہان ہے

(۱۲) وہ بشر ہے - اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

(۱۳) وہ بشیر ہے اور مبشر بھی ہے -

(۱۴) وہ بیّنہ ہے (۱۵) وہ حبیب اللہ ہے (۱۶) وہ خازن ہے (۱۷) وہ حلیم ہے (۱۸) — وہ خلیل الرحمان ہے (۱۹) وہ خطیب الانبیاء (۲۰) خیرۃ اللہ - خیر النّاس ، خیر البریّہ (۲۱) داعی الی اللہ ہے (۲۲) وہ رحمت ہے (۲۳) وہ روح الحق ہے (۲۴) وہ سیّد ہے ؎

ایکہ بر تخت سیادت ز ازل جا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(۲۵) وہ شارع ہیں (۲۶) وہ شافع ہیں (۲۷) وہ شاہد ہے (۲۸) وہ صاحب ہے (۲۹) وہ صادع ہے - امر الٰہی کو صاف صاف بیان کرنے والے دنیا کی مخالفت و مخاصمت کی پروا نہ کرنا (۳۰) وہ طٰہٰ ہے (۳۱) وہ طیب ہے (۳۲) وہ طاہر ہے (۳۳) وہ صادق ہے (۳۴) وہ مصدوق ہے اس کے صدق پر زمین و آسمان گواہ ہیں (۳۵) وہ عبداللہ ہے (۳۶) وہ عفو ہے (۳۷) وہ قاسم ہے بحدیث اِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ (۳۸) وہ مصطفٰے ہے (۳۹) وہ مطاع ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۴۰) وہ ماحی ہے کفر و ضلالت کو محو کرنے والا (۴۱) وہ حاشر ہے (۴۲) وہ عاقب ہے - سب سے پیچھے آنے والا (۴۳) وہ نور ہے فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (زمر ع ۲) اسی کے دین پر چلنے والا - اس کی لائی ہوئی کتاب کو نور کہا گیا ہے - قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ پ ۶ رکوع ۷ - حضورؐ ہی وضوح امر اور تبئین نبوت میں نور ہیں اور حضورؐ ہی کی تعلیم تنویر قلب کے لئے نور ہے - آپ کی دعا میں روزانہ یہی سوال ہے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا — الٰہی میرے قلب میں نور ہو۔

وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا	میری آنکھوں میں نور
وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا	میرے کانوں میں نور
وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا	میرے داہنے نور
وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا	میرے بائیں نور
وَفَوْقِیْ نُوْرًا	میرے اوپر نور
وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا	میرے نیچے - میرے آگے
وَخَلْفِیْ نُوْرًا	میرے پیچھے نور ہو۔
وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَلِسَانِیْ نُوْرًا —	نور کو میرا بنا دے - اور میری زبان میں نور ہو۔
وَفِیْ دَمِیْ نُوْرًا	میرے خون میں نور ہو —
وَفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا	میرے پٹھوں میں نور ہو
وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا	میرے بالوں میں نور ہو —
وَفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا	میرے چہرے میں نور ہو
اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا	اے اللہ مجھے نور عطا فرما
اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا	یا اللہ میرے نور کو بڑھا
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا	یا اللہ مجھے نور ہی بنا۔

(۴۴) وہ مزمّل ہے (۴۵) وہ مدثّر ہے (۴۶) وہ مشہور ہے (۴۷) وہ رؤف اور رحیم ہے (۴۸) وہ مذکّر ہے (۴۹) وہ مبارک ہے (۵۰) وہ مہاجر ہے (۵۱) وہ خاتم النبیین ہے (۵۲) طٰہٰ (۵۳) یٰسین (۵۴) طاہر (۵۵) مرتضیٰ (۵۶) مجتبیٰ (۵۷) مختارؐ (۵۸) ناصرؐ (۵۹) منصورؐ (۶۰) حجّۃؐ (۶۱) برہانؐ (۶۲) ابطحیؐ (۶۳) مکّیؐ (۶۴) مدنیؐ (۶۵) ہاشمی (۶۶) تہامیؐ (۶۷) حجازیؐ (۶۸) نزاریؐ (۶۹) یتیمؐ (۷۰) غنیؐ (۷۱) جوّادؐ (۷۲) فتاحؐ (۷۳) اوّلؐ (۷۴) آخرؐ (۷۵) ظاہرؐ (۷۶) باطنؐ (۷۷) محللؐ (۷۸) محرمؐ (۷۹) امرؐ (۸۰) ناہٖ (۸۱) شکورؐ (۸۲) قریبؐ (۸۳) منیبؐ (۸۴) مبلّغؐ (۸۵) طٰسٓ (۸۶) حٰمٓ (۸۷) حسیبؐ (۸۸) اولیٰ (۸۹) حقؐ (۹۰) مبینؐ (۹۱) امامؐ (۹۲) بارؐ (۹۳) شافیؐ (۹۴) متوسطؐ (۹۵) سابقؐ (۹۶) مضریؐ (۹۷) نصیحؐ (۹۸) متقیؐ (۹۹) مطہرؐ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی مرد نے مقدس تورات کو کھول کر دیکھا تو چار مقام پر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لکھا پایا - اس نے انہیں وہاں سے کھرچ ڈالا جب دوسرے دن تورات میں نظر ڈالی... تو بجائے ان چار موضعوں کے آٹھ جگہ لکھا دیکھا اس نے غصہ میں آکر سب جگہ سے مٹا دیا پھر تیسرے دن تلاوت کے لئے جب تورات پر نظر ڈالی تو اس نے بارہ مقام پر آپ کے معزز اور برگزیدہ نام کو لکھا پایا - اس عجیب بات نے اسے حیرت میں ڈالدیا - یہ اسی وقت شام سے چل کر مدینہ طیبہ میں آیا - مگر یہاں آکر جب جناب رسول اکرم صلعم کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہوگیا ہے اس حسرت نصیب یہودی نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے مل کر کہا کہ آپ مجھے جناب رسول خدا صلعم کے مبارک بدن کا کوئی کپڑا نکال کر دکھایئے حضرت علی رضؓ رسول پاک کا کپڑا اسے نکال کر دیا اس ازلی سعادت اندوز یہودی نے اول تو اسے سونگھا پھر آپ کے مزار شریف کے سامنے کھڑے ہوکر اسلام لایا اور نہایت ہی عاجزی کے لہجہ میں کہا الٰہی ! اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو ابھی میری روح قبض کرلے یہ کہنا ہی تھا کہ وہ مردہ پڑا پایا - حضرت علیؓ نے اسے غسل دیا اور بقیع میں دفنایا۔

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

(پ ۶ ع ۴)

یہ آیت ان بارہ ہزار اہل یمن کے بارہ میں اتری ہے - جو حج کے ارادہ سے مکہ میں داخل ہوئے اور جناب رسالتمآب صلعم نے انہیں اسلام کی دعوت کی جس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا ہم کوئی معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں آپ نے اپنی پتلی سی چھڑی لے کر ہبل (ایک بڑے بت کا نام ہے) پر رکھی اس کے بعد انہوں نے دیباج سے اس کو برہنہ کر لیا اور فرمایا اے ہبل ! بتا میں کون ہوں ؟ اس نے ایک نہایت

باقی بر صفحہ ۱۳ پر

رسولِ پاکؐ کی سوشل زندگی

از جناب محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل - لاہور

حضورؐ کا اسوۂ حسنہ کسی زاویہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو ہمیں حضورؐ کی زندگی ہر لحاظ سے ممتاز اور مکرم نظر آتی ہے زندگی کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہیں جس میں حضورؐ کی زندگی سے کوئی سبق نہ ملتا ہو - آجکل سماجی بہبود کا بڑا چرچا ہے اس لئے حضورؐ کی معاشرتی زندگی کی چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضورؐ کی زندگی کا ہر باب کس طرح واضح اور کھلا ہے -

حضورؐ ابھی بچے ہی ہیں اور ایک دن مائی حلیمہؓ سے دریافت فرماتے ہیں کہ میرے بھائی (مائی حلیمہ کے اپنے بیٹے) سارا دن کہاں رہتے ہیں - مائی کہتی ہے بیٹا وہ سارا دن بکریاں چراتے ہیں -حضورؐ معصومانہ انداز سے فرماتے ہیں کہ میں بھی کل سے اپنے بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جاؤنگا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ ہمیشہ بھائیوں کیساتھ بکریاں چراتے رہے - یہ بکریاں چرانا بھی دراصل امت کے مختلف الخیال لوگوں کی تربیت کے لئے تمہید تھی) آپ ذرا بڑے ہوتے ہیں تو اپنے چچا جناب ابو طالب کے ساتھ تجارت میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں - یہ تو بہت ہی مشہور واقعہ ہے کہ آپ اپنے چچا کے ساتھ تجارت کا مال لے کر ملک شام کی طرف جاتے ہیں -تو راستے میں بحیرہ نامی راہب آپؐ کے اندر نبوت کی نشانیاں دیکھ کر حضورؐ کے چچا کو واپس لوٹ جانے کا مشورہ دیتا ہے

ذرا اور آگے بڑھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دفعہ تعمیر کعبہ کے سلسلے میں حضورؐ خود تعمیر میں شرکت فرماتے ہیں اور حجر اسود نصب کرانے کے سلسلہ میں حضورؐ کی فراست سے ایک خونریز جنگ ہوتے ہوتے رُک جاتی ہے -

نبوت سے پہلے جن لوگوں سے آپؐ کے تعلقات ہیں انہوں نے ہمیشہ آپ کی دیانت اور حُسن معاملہ کا اعتراف کیا ہے اپنے تو درکنار بلکہ مشرکین مکہ نے بھی آپؐ کو "صادق" اور امین کا خطاب دیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نبوت کے بعد مشرکین مکہ کے جذبات جوش سے لبریز ہیں وہ حضورؐ کے وجود تک کو گوارہ نہیں کرتے لیکن ان کی دولت اور امانت کے مرکز کا نشانہ حضورؐ رہی ہیں - چنانچہ ہجرت کی رات حضورؐ اپنے جانی دشمنوں کی امانتیں حضرت علیؓ کے ذریعے واپس لوٹاتے ہیں -کیا دنیا میں کوئی ایسا سوشل ورکر ہے جو جانی دشمنوں کا ایک ایک پائی تک کا حساب چکائے ــــ

نبوت سے پہلے حضورؐ غریبوں، مسکینوں یتیموں اور بیواؤں کے اکثر کام آیا کرتے تھے لوگوں کے سودے لانا ، پانی بھرنا اور بکریاں دوہنا نیز لکڑیاں جمع کرنا آپؐ کا معمول رہا ہے -

بعثت کے بعد ایک دن حضورؐ تمام مشرکین مکہ کو دعوت پر بلاتے ہیں اور کھانا کھانے کے بعد ان کو دین حق کی تبلیغ فرماتے ہیں - یہی وہ مقام ہے -جہاں پر ابولہب نے کہا نعوذ باللہ اے محمدؐ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں ہم کو اس لئے بلایا تھا - جس کا جواب خود قرآن میں دیا ہے کہ ابولہب کے ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ جائیں -

ایک دفعہ رسول پاکؐ ایک جنگل میں گزر رہے ہیں کہ روٹی پکانے کے سلسلہ میں کام کی تقسیم ہوتی ہے - چنانچہ بعض اصحاب پانی لاتے ہیں -کچھ آٹا گوندھنے میں مصروف ہوتے ہیں اور کچھ لکڑیاں اکٹھی کرتے ہیں تاریخ بتاتی ہے کہ حضور لکڑیاں اکٹھی کرنے والوں کے ساتھ شریک ہیں-

مدنی زندگی میں حضورؐ کا سب سے پہلا کارنامہ مہاجر ، انصار کے مابین معاہدہ مواخات ہے اور اس معاہدے کے نتائج ثابت کرتے ہیں کہ خود معاہدہ کرنے والے (حضورؐ) کتنے بڑے سوشل ورکر اور ایثار و ترحم کا مجسمہ ہیں کہ ان کے ماننے والوں نے بھی تعمیلِ ارشاد میں کمال کر دکھایا ہے اخوت اور برادری کا جو منظر اس ملاپ میں نظر آتا ہے کسی حقیقی برادری میں بھی یہ ملاپ نہیں ملتا کہ ہر انصار ہر مہاجر برادر کے لئے مکان ، دکان اور زمین تک بھی نثار کرنے کو تیار ہے -

حضورؐ کو بچوں سے بہت پیار ہے -ایکدفعہ فرمایا کہ اے بچو ! تم مجھ سے محبت رکھتے ہو- وہ سب بیک زبان پکار اُٹھتے ہیں -جی ہاں - حضورؐ جواب میں کہتے ہیں کہ مجھے بھی تم سے محبت ہے ـــ

ایکدفعہ ایک بدو آتا ہے دیکھا کہ حضورؐ ایک بچے کو پیار کر رہے ہیں - وہ عرض کرتا ہے - یا رسولؐ اللہ ہم تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے -حضورؐ فرماتے ہیں اگر تیرا دل سخت ہو جائے تو اس میں میرا کیا قصور ہے -

حضرت عمیرؓ حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی ہیں -آپ نے ایک ممولہ پال رکھا ہے -اتفاق سے وہ مر جاتا ہے تو آپؐ حضرت عمیرؓ کے پاس افسوس کرنے جاتے ہیں -حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ۱۰ سال تک خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے - لیکن حضورؐ نے مجھے ایک دن بھی نہیں جھڑکا بلکہ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آئے -

ایک شخص مسجد نبویؐ میں آتا ہے اور مسجد میں ہی پیشاب کرنا شروع کر دیتا ہے - لوگ اسے سخت سُست کہتے اور ٹوکتے ہیں ــ حضورؐ آتے ہیں تو فرماتے ہیں - پیشاب کرنے کے بعد سمجھا لینا یہی نہیں نجران کے عیسائیوں کا وفد آتا ہے تو آپ انہیں مسجد نبویؐ کے گوشے میں اتارتے ہیں اور ان کو اپنے طریق پر نماز ادا کرنے کی اجازت مسجد نبویؐ میں دے دیتے ہیں

حضرت زید بن حارثؓ حضورؐ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کے والد انہیں لینے کے لئے آستانۂ رحمت پر آتے ہیں -لیکن حضرت زیدؓ باپ کے ساتھ جانے کی بجائے حضورؐ کی خدمت میں رہنا پسند فرماتے ہیں یہ سب حضورؐ کی الفت و مروت کا نتیجہ ہے -

ایک دفعہ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں -ایک بدو آتا ہے اور دامن پکڑ کر کہتا ہے -کہ محمدؐ ! میرا فلاں کام کر دیں ایسا نہ ہو کہ کہیں آپؐ بھول جائیں -چنانچہ آپ فوراً اس کے ساتھ مسجد سے چل پڑے اور اس کا کام کرنے کے بعد نماز ادا کرتے ہیں -

ایک دفعہ ایک غفاری آکر مہمان ہوتا ہے آپؐ کے گھر میں بکری کا دودھ ہوتا ہے - وہ آپؐ اس کی نذر کر دیتے ہیں اور خود ساری رات فاقہ کرتے ہیں - حالانکہ پہلی شب بھی آپؐ کا فاقہ ہی تھا -اسی طرح ایک اور مہمان آتا ہے -آپؐ اس کو خوب کھلاتے ہیں -چنانچہ وہ سارے کنبے کی خوراک کھا جاتا ہے اور رات بھر پاخانہ کرتا رہتا ہے -کپڑے خراب ہو جاتے ہیں -اصحابؓ فروختہ ہوتے ہیں - تو حضورؐ اُن کو بھی ٹھنڈا کرتے ہیں دوسرے دن حضور خود اس کے کپڑے صاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا مہمان ہے اس لئے کپڑے صاف کرنا بھی میرا کام ہے -

ایک دفعہ ایک مقام پر حضورؐ گوشت تقسیم فرما رہے ہیں - اتنے میں ایک عورت آتی ہے آنحضرتؐ اسے دیکھ کر اس کی بڑی تعظیم فرماتے ہیں اور اس کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے ہیں - یہ عورت

باقی بر صہ۱۳ پر

قسط (۱)

روحانی امراض کا ہسپتال

محمد عثمان غنی بی اے ایل ایل بی

صوفی بشیر کا ماموں زاد بھائی عبدالخالق اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن گیا ہوا تھا۔ واپسی کا پروگرام مکمل ہو چکنے پر عبدالخالق نے صوفی بشیر کو تار کے ذریعہ فلائیٹ نمبر تاریخ اور وقت بتا دیا اور صوفی بشیر اپنے بھائی کو خوش آمدید کہنے کے لئے ایئرپورٹ پر پہنچ گیا۔ جہاز آیا۔ عبدالخالق اتنا عرصہ کے بعد دونو بھائی بغل گیر ہو کر ملے اور پھر گھر کے لئے روانہ ہو گئے شام کو عبدالخالق صوفی بشیر کے گھر آتا ہے اور دونو بھائی صوفی بشیر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر بات چیت کر رہے ہیں۔

صوفی بشیر:۔ سناؤ بھائی عبدالخالق پھر آپنے لندن میں کیا کچھ دیکھا؟

عبدالخالق:۔ بھائی جان! بہت کچھ دیکھا۔ انڈر گراؤنڈ ریلیں دیکھیں۔ لندن کا پررونق شہر دیکھا۔ پارکیں دیکھیں، قسم قسم کی ایجادات دیکھیں۔

صوفی بشیر:۔ آپ نے سب کچھ دیکھا مگر عوام کو سکون قلب بھی میسر ہے یا نہیں؟

عبدالخالق:۔ یہ سوال ایسا ہے کہ جس کا جواب ایمانداری سے دیا جائے تو نفی میں ہوگا لوگ صبح سے شام تک سرگرداں رہتے ہیں۔ زندگی کی رعنائیاں اور دنیا کی دلفریبیاں اس قدر ہیں کہ کوئی حد نہیں۔ دولت عام ہے مگر پھر بھی سکون قلب کی دولت کو وہ لوگ ترستے ہیں

صوفی بشیر:۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سکون قلب صرف ذکر الٰہی سے ملتا ہے اور اس کے سیکھنے کے لئے بزرگانِ دین یعنی اولیائے کرام کے پاس جانا پڑتا ہے

عبدالخالق:۔ ہر فن کے سیکھنے کے لئے فن کے ماہر کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کے خطوط سے بھی اکثر انہی خیالات کا اظہار ہوتا تھا مگر بات یہ ہے کہ وہاں ایسی ہستیاں کہاں تھیں۔

صوفی بشیر:۔ (بات کاٹ کر) معاف کیجئے گا میں آپ کو باتوں میں لگا کر چائے لانا بھول ہی گیا۔ ابھی لاتا ہوں آپ ذرا بیٹھئے۔

صوفی بشیر چائے لینے اندر چلا گیا اور عبدالخالق نے ڈرائنگ روم کا جائزہ لینا شروع کیا۔

دیواروں پر مختلف قسم کے قطعے آویزاں ہیں عبدالخالق ایک قطعے کے قریب جا کر پڑھتا ہے۔ تو سنہری حروف میں یہ عبارت لکھی ہے — "گوش ہوش سے سنیئے۔ اگر آپ نے پیرس برلن ٹوکیو وغیرہ یونیورسٹیوں سے ڈگریاں تو حاصل کر لیں۔ لیکن قرآن مجید سے جاہل ہیں تو مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی —"

ذرا اور آگے بڑھتا ہے تو ایک اور قطعہ آویزاں ہے جس پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی ہے — "میں تعلیم کا مخالف نہیں ہوں بے شک امریکہ میں جا کر تعلیم پاؤ۔ وہ تعلیم خدا رسیدہ ہونے کا ذریعہ نہیں ہے۔ ڈگریاں روٹی کمانے کا ذریعہ ٹھیک ہیں۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے؟ کس غلط فہمی میں مبتلا ہو؟" — صوفی بشیر چائے لے کر آ گیا ہے اور دونوں بھائی پیالیوں میں چینی ڈالتے ہوئے پھر بات چیت شروع کرتے ہیں۔

عبدالخالق:۔ بھائی جان! یہ قطعے جو آپ نے لگا رکھے ہیں یہ کس کے ارشادات ہیں؟

صوفی بشیر:۔ آپ نے پڑھ لئے ہیں؟ — یہ میرے روحانی مربی کے ارشادات ہیں جو میں نے فریم کروا کے اپنے کمرے میں لگا رکھے ہیں وہ اللہ کے بہت برگزیدہ ولی ہیں — بلکہ قطب

عبدالخالق:۔ بھائی جان مجھے تو ان الفاظ میں بڑی تاثیر معلوم ہوتی ہے یقیناً یہ اللہ کے کسی نیک بندے کی دلی آواز ہے۔

صوفی بشیر:۔ جب تک آدمی کسی ایسی ہستی کے پاس جا کر نہ بیٹھے اُس وقت تک حالت نہیں بدلتی۔ کتابیں پڑھ لینے سے کام نہیں بنتا بلکہ صحبتِ کاملین سے کام بنتا ہے۔ جن کے الفاظ ایسے دلکش ہیں اُن کے مقامِ رفیع کا اندازہ آپ خود کر لیجئے۔ ہم تو حضرت کی ہر بات میں ایک مقناطیسی کشش پاتے ہیں۔ وہ اللہ کے سچے اور کھرے صوفی ہیں۔ سرتاج اولیا ہیں قطب زماں ہیں۔

عبدالخالق:۔ یہ صحیح بات ہے۔ کامل کی صحبت ازبس ضروری ہے۔ میں آپ کو اپنی مثال سناتا ہوں۔ جب میں گھر پہ پرائیویٹ طور پر سٹڈی کیا کرتا تھا۔ تو انگلش کے بیشتر الفاظ کا غلط تلفظ ادا کرتا تھا مجھے احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ مثلاً لفظ GESTURE (یعنی اشارہ) اس کا صحیح تلفظ جیسچر ہے مگر میں "جی" (G) کو گاف سمجھ کر ایک عرصہ تک گیسچر پڑھتا رہا اسی طرح لفظ (VITAL) (یعنی ضروری) ہے جس کا صحیح تلفظ وائیٹل ہے مگر میں وٹل پڑھتا رہا اور بھی اسی طرح کے کئی الفاظ کو میں غلط ادا کرتا تھا۔ لیکن جب لندن میں اہل زبان کی سوسائٹی ملی تو خود بخود اصلاح ہوتی چلی گئی اور اب میرا تلفظ بالکل ٹھیک ہے۔ جب ایک دنیوی علم کے لئے ماہرین علم کی صحبت سے غلطیاں دور ہوتی اور صحت لفظی سے بات کرنا آتا ہے تو دینی علوم اور روحانی فیوض کی تحصیل تو بدرجۂ اولیٰ اہل اللہ کی صحبت سے ہی نصیب ہو گی۔

صوفی بشیر:۔ فارسی کا ایک شعر ہے ؎

گر تو سنگ خارا و مرمر شوی ● چوں بصاحب دلے رسی گوہر شوی

عبدالخالق:۔ بے شک

صوفی بشیر:۔ اسی طرح ایک اور شعر ہے۔

؎ نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

عبدالخالق:۔ سولہ آنے درست ہے۔

صوفی بشیر:۔ تو پھر عبدالخالق صاحب بلاقیمت دوائی ملتی ہے اور فیض محمدی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ جس کو ضرورت ہے وہ آگے بڑھے اور شفا پائے شعر ہے ؎

مریضانِ گنہ کو دو خبر فیض محمدؐ سے
بلاقیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

عبدالخالق:۔ بھائی جان میں تو گناہ کر کے ایک پرانا مریضِ گنہ بن چکا ہوں۔ تختیوں کی تختیاں کالی ہو چکی ہیں کوئی ایسی صورت ہے کہ میری یہ سیاہی بھی دُھل سکے؟

صوفی بشیر:۔ آپ کا نام عبدالخالق ہے انشاءاللہ آپ خالق کا بندہ بن جائیں گے گناہ دھونے کی دوائی بلاقیمت ملتی ہے روحانی امراض کے ہسپتال میں چلیئے تو انشاءاللہ شفا نصیب ہو گی۔

عبدالخالق:۔ ہسپتال؟ اجی میں پوچھتا ہوں؟ HOSPITAL

صوفی بشیر:۔ جی ہاں ہسپتال۔ روحانی امراض کا ہسپتال۔ یعنی کہ Hospital (for Spiritual Diseases)

یہ جی کا ایک پیسہ نہیں لگتا۔ ڈاکٹر صاحب کاٹ کھانے کو نہیں دوڑتے۔ نہایت شفیق ڈاکٹر۔ نہایت میٹھی دوائی نہایت ہی مقدس اور پاک ہاتھ

نبض دیکھنے والے

عبد الخالق اور صوفی بشیر مردِ کامل کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور مردِ کامل ارشادات کے دریا بہاتے ہیں۔

مردِ کامل:- ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ استغفار سے اس کو دھو دیتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا داغ لگ جاتا ہے اسی طرح ہوتے ہوتے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن پاک کی آیت

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط

ترجمہ! بلکہ ان کے برے اعمال کا اُن کے دلوں پر زنگ جم گیا، میں اشارہ کیا گیا۔

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حجر اسود جب جنت سے دنیا میں اُتارا گیا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ آدمیوں کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا یعنی لوگوں نے جو اس کو گناہوں سے آلودہ ہاتھوں سے چھوا تو

پتھر پر یہ اثر ہوا تو ان دلوں کا کیا حال ہوتا ہوگا جو گناہوں سے ہر وقت وابستہ رہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ گنہگاروں کے لئے قبر میں ہلاکت ہے کہ کالے سانپ اس کے سر سے اور پاؤں سے ڈسنا شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ ڈستے ڈستے بیچ کے حصے میں سر اور پاؤں والے مل جاتے ہیں۔ یہ برزخ کا عذاب ہے موت برحق ہے۔ حشر کے دن اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ خدا پوچھے گا کہ اے بندے تجھ کو میں نے جوانی دی، دولت دی علم دیا تو نے یہ چیزیں میری رضا میں کیوں صرف نہ کیں۔ لندن کی ڈگریاں اور فر فر انگریزی صحبت لفظی کے ساتھ بولنا یا نئے نئے فیشن کام نہ دیں گے آج وقت ہے کل کو حسرت ہوگی۔ زندگی کو غنیمت جاننا چاہیئے۔ توبہ کرنے اور اللہ کے سامنے گڑگڑانے سے گناہ دھل جاتے ہیں وہ بخشش کے وعدے کرتا ہے آئندہ سے برے اعمال نہ کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالےٰ برکت عطا فرماتا ہے۔

عبد الخالق کے دل پر زبردست اثر ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں۔ گردن خم ہے اور مردِ کامل کے دستِ مبارک پر توبہ کر کے ذکرِ الٰہی کا سبق لے کر رخصت ہوتے ہیں

(باقی باقی)

(بقیہ) محبتِ رسول (صفحہ ۱۲ سے آگے)

ہی فصیح زبان سے کہا کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں یہ سننا تھا کہ بارہ ہزار کے بارہ ہزار خدا اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑے اور علی الاعلان شہادتین کے نعرے بلند کئے

فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (پ ۲۶)

پانی کی نہر تو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے لئے تھی اور دودھ کا چشمہ حضرت سلیمان ع کے لئے اور شراب کی نہر حضرت عیسےٰ ع کے واسطے، شہد کی نہر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے جیسا کہ شہد کی شیرینی اور تمام شیرینیوں پر فضیلت رکھی ہے۔ اسی طرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی و شرف تمام انبیاء علیہم السلام پر ثابت ہے۔

جملہ شکایت اور اصلاحی خط و کتابت

بنام منیجر صاحب

ہفت روزہ خدام الدین لاہور بھیجی جائیں۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کرتے وقت اپنا پورا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

بقیہ: رسولِ پاک کی سوشل زندگی (صفحہ ۱۱ سے آگے)

آپ کی رضائی ماں ہیں۔

اسی طرح ایک بار حضور کے رضائی باپ آتے ہیں تو آپ اُن کے لئے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیتے ہیں۔ پھر رضاعی ماں آتی ہیں تو چادر کا دوسرا کونہ بھی بچھا دیتے ہیں۔ آخر میں حضور کے رضائی بھائی آتے ہیں تو حضور اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیتے ہیں۔

حضور کا اسوۂ حسنہ کامل نمونہ فتح مکہ کے دن ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور اس دن آپ کی رحمت کا پرتو بامِ عروج پر نظر آتا ہے جبکہ آپ فرماتے ہیں لا تثریب علیکم الیوم۔ (معافی عام) کا اعلان فرماتے ہیں۔ کیا آج تک کسی فاتح نے اپنے مفتوحہ علاقے سے اس قدر رواداری برتی ہے۔ آج کل کے واقعات سے موازنہ کیجئے بلکہ مشاہدات بتاتے ہیں کہ جی بھر کر انتقام لیا جاتا ہے۔ اور مفتوحہ علاقہ کو تہ وبالا کر دیا جاتا ہے

حضور کے آخری حج کے خطبہ میں بھی یہی چیز نمایاں نظر آتی ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ بالعموم اور غلاموں، عورتوں، لونڈیوں غریبوں، ہمسایوں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بالخصوص شفقت اور ہمدردی کا برتاؤ کیا جائے یہ معرکتہ الآراء خطبہ در اصل اسلامی تعلیم کی تکمیل اور خدائی نعمتوں کی انتہا ہے اور انہی ایام میں قرآن حکیم کی آخری آیت نازل ہوئی جس کا مفہوم آخری فقرہ میں درج ہے

الغرض حضور کی زندگی عائلی معاملات (ام المومنین) سے لے کر اولاد، اصحاب اپنے بیگانے حتیٰ کہ دشمنوں تک کے لئے سرتا پا رحمت ہے کیوں نہ ہو۔ آپ رحمتِ عالم جو ٹھہرے۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ لفافہ یا ٹکٹ بھیجے جائیں۔ (شکریہ)

نعت شریف

بہزاد لکھنوی

کئے جا صبا تو مدینے کی باتیں
یہی ہیں یہی میرے جینے کی باتیں
میں اس پہ تصدق میں قربان اس پہ
مجھے جو سنائے مدینے کی باتیں
مجھے کیا زمانے کی باتوں سے مطلب
یہ باتیں نہیں میرے جینے کی باتیں
کئے جا مدینے سے اے آنے والے
محمدؐ کی باتیں مدینے کی باتیں
خدا تجھ کو دنیا میں آباد رکھے!
سنا دے مجھے کچھ مدینے کی باتیں
مرے قلب بیتاب کو کہنے والے
سکوں بخشتی ہیں مدینے کی باتیں
خدا دن وہ لائے کہ بہزاد سن لوں
مدینے میں جاکر مدینے کی باتیں

ہمارا ملک اب آزاد ہے

حاجی حق حق

خادم اسلام ہے جو ناشر الحاد ہے!
مار ڈالا قوم کو جس نے وہ "زندہ باد" ہے
یہ صلوٰۃ و صوم کی پابندیاں اب کس لئے!
مولوی صاحب! ہمارا ملک اب آزاد ہے
تیرے دل میں حبِ دنیا میرے دل میں یادِ حق
تیرا دل دولت نگر میرا "اللہ آباد" ہے
ارتقاء کا دور ہے نقشہ ہی اب کچھ اور ہے
اب تو لیلیٰ بھی ہے مجنوں شیریں اب فرہاد ہے
یہ بھی، وہ بھی ہے وزیر اور میں بھی اور تو بھی وزیر
خیر سے اپنا یہ گھر اب تو وزیر آباد ہے
ہوشیار اے ووٹرو! اے سادہ لوحو ہوشیار
بھولی بھالی شکل والا اصل میں جلاد ہے
ہو نظام امریکہ و یورپ کا یا ہو روس کا!
ماسوا اسلام کے سب جور و استبداد ہے
تیرے اک اک شعر سے مسرور اہلِ حق ہوئے
حق نما اے حاجی حق حق تیرا ہر ارشاد ہے

دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت ٭ ہے ایسی تجارت میں مسلماں کو خسارہ

شراب نوشی اور اسلام

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)

حامداً ومصلیاً :-

صدیوں کے مسلسل انحطاط اور عرصہ دراز تک مغربی اقوام کے جابرانہ تسلط اور حاکمانہ استعمار سے مسلمانوں میں جہاں ہر قسم کی دوسری اخلاقی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں اور مذہب اسلام سے عقیدۃً اور عملاً دونوں قسم کی بیگانگی نے خطرناک صورت اختیار کر رکھی ہے ۔ وہاں شراب نوشی بھی مسلمانوں کی زندگی کا ایک اہم جزو بنکر اُن کی روزمرہ ضروریات کی طرح ان کی تہذیب و تمدن میں گھس آئی ہے ۔ چنانچہ اب حالت یہ ہوئی ہے کہ اس دعویٰ کے باوجود کہ ہم مسلمان ہیں ۔ اور اسلام ہمارا دین ہے ۔ پھر بھی مسلمانوں کے یہاں آج شراب نوشی کو نہ کوئی عیب سمجھا جاتا ہے ۔ اور نہ جرم ۔ بالخصوص وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح مغرب کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہیں اور اس کی تہذیب پر فریفتہ نظر آتے ہیں ۔ یا اپنی جہالت کی وجہ سے اسلام کی تعلیمات سے متنفر اور بیزار ہو چکے ہیں ۔ اُن کی تو شاید ہی کوئی تقریب ایسی ہو جس میں یہ لوگ شراب نوشی کا لطف نہیں اٹھا رہے ہوں ۔ حد یہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں شراب نوشی کی یہ وبا پھیلی ہوئی نظر آتی ہے اور ہر جگہ اس کا چرچا عام ہو رہا ہے ۔ یہاں تک کہ اب نام کے یہ بدنام مسلمان اُسے کوئی جرم ہی نہیں سمجھتے ۔ یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے ؟

اس سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے ۔ کہ اس قسم کے دینی غیرت اور اسلامی حمیت سے محروم لوگ ایک طرف مذہب اسلام سے زبانی طور پر وابستگی کا اظہار کر رہے ہیں اور مذہب سے والہانہ عقیدت مندی کے بلند بانگ دعوی کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف شراب جیسی گندگی سے ملوث ہوتے یہ نہیں شرماتے بلکہ فخر کرتے ہیں ۔ اور وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جیسے اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ۔ نہ ایک شریف الطبع انسان اس کا تصور کر سکتا ہے ۔ مگر اس کے باوجود ان کے اسلام میں کوئی فرق نہیں آتا نہ اسلام کے ساتھ ان کی وابستگی میں کوئی ضعف اور کمزوری آجاتی ہے ـــــ ان حضرات کے اس طرز عمل کو دیکھ کر ماضی میں جو فرق باطلہ گزرے ہیں ۔ ان میں سے ایک فرقہ کا مذہب یاد آجاتا ہے ۔ جو "مرجیئہ" کے نام سے مشہور ہے ۔ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کا یہ مذہب اور عقیدہ تھا کہ جب زبان سے ایک دفعہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ پڑھ کر اسلام سے تعلق پیدا ہو گیا تو پھر یہ تعلق نہ کسی گناہ کے ارتکاب سے ٹوٹ سکتا ہے اور نہ پورے کبائر کی مباشرت اُسے کمزور کر سکتی ہے ۔ گویا صرف زبانی اقرار ہی ان کے نزدیک اصل اور حقیقی اسلام ہے اس کے علاوہ بڑے بڑے جرائم حتیٰ کہ باغیانہ اقدامات بھی اسلامی شریعت کے خلاف کیوں نہ کئے جائیں مگر اسلام کے ساتھ زبانی اقرار سے اُن کا جو باہمی تعلق پیدا ہو چکا ہے ۔ اس پر یہ جرائم اور باغیانہ اقدامات اصلا اثر انداز نہیں ہو سکتے ، نہ نماز روزہ ، حج اور زکوٰۃ سے ان کے نزدیک اس حقیقی اسلام کا کوئی تعلق ہے ۔

ہمارے یہاں کے "عیاش" اور مے نوش کا طرز عمل بھی "مرجیئہ" فرقہ کے طرز عمل سے زیادہ مختلف نہیں ہے ۔ یہ لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نام صرف زبانی دعویٰ کا ہے اور عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

ہم چاہتے ہیں کہ ذیل کے مضمون میں "شراب نوشی" سے متعلق اسلامی شریعت کے نقطہ نگاہ کی وضاحت کریں اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اسلام کی نگاہ میں "شراب نوشی" کس درجے کا جرم ہے اور اس سے ایک مسلمان کے اسلام کو کیا کیا نقصانات پہنچتے ہیں ۔ اور اس سے پیدا شدہ نتائج ایک اسلامی معاشرے کے لئے کہاں تک قابل برداشت ہیں ۔ اور انسان کا اسلام کیا ۔ شرافت اس سے کس قدر مجروح ہوتی ہے ۔ اور اخلاق کی کیا کیا تباہیاں پیش آسکتی ہیں ـــ یہ بات بھی ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس مضمون اور مقالے سے ہمارا مقصد ان لوگوں کے غلط رویّہ کی اصلاح ہے ۔ جو ایک طرف اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کا بڑا ہمدرد سمجھتے ہیں اور اسلام سے والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور دوسری طرف شراب کا آزادانہ استعمال کر کے اپنے متعلق یہ ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ ان کا تعلق زبانی حد تک برائے نام ہے ۔ اور ذرہ برابر بھی وہ اس میں مخلص نہیں ۔ بلکہ منافقت کی روش اختیار کرتے ہیں ۔ یہ لوگ اگر ایک طرف اسلام کے ساتھ وابستگی کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ تو دوسری طرف اپنے ہی ہاتھوں سے اسلام کی بنیادوں کو اپنی اس منافقت کی روش سے اکھیڑنے کی کوششیں کر کے حدود اللہ کو بری طرح پامال بھی کرتے ہیں ۔ اگر یہ لوگ منافقت کی روش اختیار نہ کرتے ۔ بلکہ اسلام سے علانیہ طور پر علیحدگی کا اعلان کرتے ۔ تو ہم اُن پر اور اُن کی "مے نوشی" کی پسند پر ہرگز تنقید نہ کرتے ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ نہ اسلام سے علانیہ طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں ۔ کیونکہ پھر انہیں وہ مناصب اور منافع و مفادات حاصل ہونے مشکل ہیں ۔ جو اسلام کا نام لے کر انہیں ملتے ہیں اور نہ وہ پوری طرح اسلام کے بنیادی احکام کے پابند رہتے ہیں تاکہ اُن کی زندگیاں منافقت کی روش سے پاک ہو کر حقیقی اسلام کے رنگ میں رنگ جائیں ۔ یہی دو رنگی اور منافقت ہے جس پر ہم انہیں اپنے اس مضمون میں متنبہ کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اسی مقصد کے لئے یہ چند سطریں لکھی جا رہی ہیں کیونکہ ہم اس ملک کے باشندوں میں دو قسم کے عناصر ملک و ملت دونوں کے لئے خطرناک حد تک نقصان دہ سمجھتے ہیں

ایک طبقہ ان عناصر کا ہے جو "زناکاری" یورپ اور مغرب کی طرح تہذیب کا ایک جزو اور معاشرے کی ایک ضرورت سمجھ رہے ہیں ۔

دوسرا طبقہ اُن لوگوں پر مشتمل ہے "جو شراب نوشی" کا آزادانہ استعمال کر کے فحاشی اور بیحیائی کو اس ملک میں فروغ دینا چاہتے ہیں ۔ اسلام میں "زناکاری" اور "شراب نوشی" دو ایسے جرائم ہیں جن کے انسداد اور روک تھام کے لئے اسلامی شریعت نے سخت ترین سزائیں مقرر کر کے یہ واضح کیا ہے کہ مسلم معاشرہ جب بھی ان دونوں جرائم سے دوچار ہو جائے گا ۔ اس وقت وہ اپنے وجود کو بھی محفوظ نہیں رکھ سکے گا ۔

شراب نوشی اور قرآن کریم

سب سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب "قرآن کریم" کی طرف رجوع کریں اور وہاں سے یہ معلوم کریں کہ اس نے ہمیں "شراب نوشی" کے بارے میں کیا ہدایات دی ہیں اور شراب نوشی کے متعلق اس کا فتویٰ اور فیصلہ کیا ہے ۔ اس کے لئے جب ہم قرآن مجید کے ان مقامات پر نگاہ ڈالتے ہیں ۔ جن میں شرابم

م کا ذکر آیا ہے ۔ تو ہمیں اس کے متعلق چند مختلف ادوار کا پتہ چلتا ہے جو یکے بعد دیگرے شراب نوشی پر آتے رہے ہیں ۔ اور جن میں شراب کے بارے میں الگ الگ احکام دیئے گئے ہیں ۔ ذیل میں اُن ادوار کو بمعہ احکام کے ذکر کیا جاتا ہے ـــ (باقی)

آخرت کی کامیابی

آخرت میں کامیاب ہونے والے حضرات کے اوصاف یہ ہیں

(محمد شفیع عمر الدین جھنگ)

اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے

(۱) وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ٥
(النّور آیت ۵۲)

ترجمہ! جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

یہاں کامیاب بنانے والے چار اوصاف بیان فرمائے:-

(۱) اللہ تعالیٰ کے سب احکام پر چلنا
(۲) حضرت رسول اللہ کے سب احکام پر عمل پیرا ہونا۔
(۳) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ سابقہ گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ گناہوں سے بچنا۔
(۴) اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرنا

(۲) ـــ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ز يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (الاعراف آیت ۵۷)

ترجمہ! وہ لوگ جو اس کے رسولؐ کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں

(ف) حضرتؐ کو پہلی کتابوں میں نبی امّی بتایا تھا دو معنوں سے۔ ایک تو بن پڑھے تھے۔ اور دوسرے ام القریٰ سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے۔ اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں تنگی تھی۔ اس دین میں وہ سب آسان ہوئے اسی کو بوجھ اور پھانسی فرمایا۔

اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے۔
(موضح القرآن)

قیامت کے دن کی باز پرس

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ (القصص آیت ۶۵)

ترجمہ! اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا۔

یعنی قیامت کے دن باز پرس ہوگی کہ تمہاری ہدایت کے لئے جو انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے تھے کیا تم نے ان کی پیروی کی تھی اگر نہیں کی تھی تو کیوں۔ نافرمانوں کو اس وقت کوئی جواب نہ سوجھیگا فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ٥ (القصص آیت ۶۶)

ترجمہ! پھر اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی۔ پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے ـــ

اُس دن کامیاب ہونے والوں کے اوصاف

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ٥
(القصص آیت ۶۷)

ترجمہ! پھر جس نے توبہ کی۔ اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

یعنی

جن حضرات کی نجات اس دن ہوگی ان کے یہ خصائل ہیں۔

(۱) کفر و شرک سے توبہ کرنے والے
(۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں
(۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۶) عمل صالح نیک عمل بجالانا یعنی وہ عمل کرنا جو قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث شریف کے مطابق ہوں۔ بدعات سے دور رہنا۔ عمل صالح میں شریعت اور دین برحق کی سب باتیں اور جملہ اوامر و نواہی آگئے۔

(۳) کامیاب ہونے والے پرہیزگار اور ان کے اوصاف حمیدہ

الٓمّٓ ٥ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ لا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥ ط ـــ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

(البقرہ آیت ۱ ـ ۵)

ترجمہ! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر، اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

(ذٰلِكَ الْكِتٰبُ) سے مراد قرآن مجید ہے

(هُدًى) قرآن مجید سراپا ہدایت ہے۔ اور یہ ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لئے ہے۔ مگر اس سے فائدہ صرف متقی اور پرہیزگار لے سکتے ہیں

(لِلْمُتَّقِيْنَ) بقول حضرت ابن عباس رضؓ

"متقی وہ ہے جو ایمان لائے۔ شرک سے بچے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کا فرمانبردار ہو۔"

حضرت حسن بصریؒ متقی کے بارے میں فرماتے ہیں "جو ان سب چیزوں سے بچے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہیں۔ اور ان امور کو بجالائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کئے ہیں۔"

متقی کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں

حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے تقویٰ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے بڑی موزون اور جامع بات فرمائی۔

اما سلکت طریقاً ذا شوک

ترجمہ: کیا آپ کانٹوں والے راستے میں چلے ہو؟

قال بلیٰ (ترجمہ) فرمایا ہاں

قال فما عملت

(ترجمہ) بھلا پھر اس وقت آپ کیا کرتے ہو۔ قال شمرت و اجتہدت

(ترجمہ) فرمایا ہم کپڑوں اور جسم کو کانٹوں سے بچاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا۔

فذلک التقوی

ترجمہ: پس تقویٰ اور پرہیزگاری ایسی طرح ہے (یعنی جس طرح کانٹوں والے راستے پر انسان بچ کر احتیاط سے چلتا ہے۔ اسی طرح شریعت میں حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ کر چلے) (ابن کثیرؒ)

پہلا وصف

ایمان بالغیب ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، قیامت کے دن پر، جنت اور دوزخ، قیامت کے دن زندہ ہوکر قبروں سے اٹھنے پر ایمان لانا ہے یہ سب باتیں ایمان بالغیب میں آتی ہیں نیز تقدیر پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب ہے

(حضرت ابن کثیرؒ)

دوسرا وصف

نماز قائم کرنا ہے یعنی پنجگانہ فرض نماز سب ارکان بجالاکر وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا۔

تیسرا وصف

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں۔ فریضہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ نیز حقداروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

چوتھا وصف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آخری کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے اس کو برحق مانتے ہیں۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو برحق مان لیا تو جو کچھ ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بتائیں گے اور جو کچھ قرآن مجید بتائے گا سب برحق ہے۔ ان پر ہمارا ایمان ہے۔

پانچواں وصف

جو پہلے اتارا گیا اس پر ایمان لاتے ہیں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو کچھ حضرت انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہی لوگ ہدایت پر ہیں اور آخرت میں ان ہی کو نجات ملے گی۔

(۴) قیامت کے دن اعمال کا وزن کئے جانا

اس دن باعمل مومن کامیاب ہوگا۔ اور کافر زیاں کار ہوگا

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ
ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝

(الاعراف ۸-۹)

ترجمہ: اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ (ف)

"ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام ہے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے یا ریس کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ آخرت میں وہ کاغذ تولیں گے۔ جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو برے کام بخشے گئے اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔" (موضح القرآن)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے دوزخ کی آگ یاد آگئی اور میں رو پڑی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ دوزخ کی آگ یاد آگئی اور میں رو پڑی۔ کیا قیامت کے دن آپ اپنے اہل وعیال کو یاد رکھیں گے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ ایک تو میزان پر جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے نامۂ اعمال کا پلہ بھاری رہا یا ہلکا۔ دوسرے اعمال نامے ہاتھوں میں حوالہ کئے جاتے کے وقت جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ پیٹھ پیچھے سے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا یا بائیں ہاتھ میں۔ اور جبکہ دائیں ہاتھ سے نامۂ اعمال پانے والا (خوشی سے) یہ نہ کہہ اٹھے کہ آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ تیسرے پلصراط کے قریب جبکہ پلصراط کو جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا (مشکوٰۃ)

۵۔ تزکیۂ نفس کرنے والوں کی کامیابی

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝ وَذَكَرَ
اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝

(الاعلیٰ آیت ۱۴، ۱۵)

ترجمہ: بے شک وہ کامیاب ہوا جو پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کو یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

یہاں تزکیۂ نفس کے لئے تین باتیں مذکور ہیں (۱) پاک ہونا (۲) اپنے رب کو یاد کرنا (۳) نماز پڑھنا

اور یہ باتیں تب تک حاصل نہیں ہوسکتیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کی جائے۔ پاکی کے متعلق یاد رہے کہ اول جسم اور کپڑوں کو نجاست، بول و براز سے پاک رکھا جائے۔ کیونکہ ظاہری صفائی اور پاکی کا باطن پر اثر پڑتا ہے۔ لباس جو پہنا جائے وہ حرام یا مشتبہ مال سے نہ خریدا گیا ہو۔ ظاہری پاکی کے بعد باطن کی پاکی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ نفس کو کفر و شرک اور باطل عقیدوں سے پاک رکھا جائے۔ نیز ناپسندیدہ اخلاق، مثلاً چوری، زنا، جھوٹ بولنا، دغا بازی، کینہ، حسد، مکر وفریب، خباثت، بغض عداوت وغیرہ سے اسے پاک رکھا جائے گا

(۶) مال و اولاد کی آزمائش میں کامیاب ہونا

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ
وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَاتَّقُوا
اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا
وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُوقَ
شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

(التغابن آیت ۱۶)

ترجمہ: تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے

بس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ اور سنو۔ اور حکم مانو اور اپنے بھلے کے لئے خرچ کرو۔ اور جو شخص اپنے دل کے لالچ سے محفوظ رکھا گیا۔ سو وہی فلاح ہی پانے والے ہیں

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

یعنی اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر تم کو جانچتا ہے۔ کہ کون اِن فانی و رذائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے۔ اور وہاں کے اجرِ عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہے ۔۔۔

(۲) یعنی اللہ سے ڈر کر جہاں تک ہو سکے اس جانچ میں ثابت قدم رہو۔ اور اس کی بات سنو اور مانو۔۔۔

۳۔ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

(۴) یعنی مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ دل کے لالچ سے بچاوے اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے ۔

۷۔ رشتہ دار، مسکین اور مسافر کی مدد کرنا

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(الروم آیت ۳۸)

ترجمہ: پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں

یہاں اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا حکم فرماتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو دولت عطا فرمایا ہے اس سے ان کی خبرگیری کی جائے۔

(۱) رشتہ دار۔ ان کے ساتھ نیکی و صلہ رحمی کی جائے۔

(۲) محتاج جو ہماری توجہ کا مستحق ہے وہ ہے جس کے پاس یا تو کچھ بھی خرچ کرنے کے لئے نہ ہو یا اتنا ہو جو اس کے لئے کافی نہ ہو

(۳) مسافر جو سفر میں ہو اور زاد راہ ختم کر بیٹھا ہو۔ ایسا مسافر بھی ہماری مدد کا حقدار ہے

اور ان حقوق کی ادائیگی میں صرف ایک ہی جذبہ موجزن ہو۔ اور کوئی دنیاوی غرض پوشیدہ نہ ہو۔ اور وہ جذبہ یہ ہے کہ رضائے مولیٰ مقصود ہو۔ ہر دوسرا میں یہی بات کامیاب

بنانے والی ہے

حدیث :۔ مسکین کو خیرات دینا ایک ہی صدقہ ہے یعنی اس کا اکہرا ثواب ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا بھی صدقہ ہے اور سلوک بھی یعنی اس کا دُہرا ثواب ملتا ہے

(مشکوٰۃ) (باقی آئندہ)

بقیہ: بچوں کا صفحہ

تعلقات چند روزہ ہیں۔ اگر ہم نے امیر عزیز یا دوست کے ساتھ بدسلوکی کی اور ہم دنیا سے چل بسے تو کیا یاد کرے گیا۔ اور اگر اسے موت آ گئی تو ہمیں تمام عمر رنج رہے گا۔ ایسا رنج جس کی تلافی ناممکن ہو گی

موت کی یاد خدا کی محبت کو استوار اور مضبوط کر دے گی تم کبھی دوسرے عالم کے خیال سے بے فکر نہیں رہو گے اور یہ سوچ کر کہ تمہارا وطن ملک ابد ہے۔ تم دنیا کی فانی و عارضی لذتوں اور راحتوں کے حصول میں ایسی ناعاقبت اندیشی گوارا نہ کرو گے کہ جائز و ناجائز کا امتیاز اٹھا دو۔ موت کی یاد تمہارے اخلاق و معاشرت کے لئے زبردست مصلح ثابت ہوگی اور تم خدا کے مقبول بندوں میں شامل ہو جاؤ گے

موت کو کبھی اپنے دل سے فراموش نہ کرو۔ اور اس لمحہ کے لئے ہر وقت کمربستہ رہو جس کا آنا ناگزیر ہے ۔۔۔

جلسہ

بسلسلہ عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ بروز جمعہ بعد از نماز عشاء بمقام کامل گلی نزد ڈائمنکنٹ روڈ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری سیرت طیبہ پر بصیرت افروز وعظ فرمائیں گے ۔" غلام حسین سیکرٹری

جمعیت خدام المسلمین کامل گلی کراچی نمبر ۲

جامعہ صدیقیہ کا اجراء

امام اہل سنت حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری خلیفۂ مجاز قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی جامع مسجد گاگھڑا بھلوال میں جامع صدیقیہ کا قیام ۳۱ ۶۳/۵ سے عمل میں آ چکا ہے۔ درس گاہ کا نام سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام نامی پر جامعہ صدیقیہ رکھا گیا ہے ۔۔۔ مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کا داخلہ انشاء اللہ ۳ ۶۳/۸ تک کھلا رہے گا ۔۔۔

وضاحت طلب امور کے لئے حافظ غلام یٰسین جامع مسجد گاگھڑا ڈاک خانہ بھلوال تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کو لکھئے ۔۔۔ منتظمین جامعہ صدیقیہ

جانشین شیخ التفسیر مدظلہ کا ورودِ علی پور

جانشین شیخ التفسیر صاحبزادہ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ ۹ر اگست کی شام کو ۸ بجے سندھ ایکسپریس سے روانہ ہو کر صبح پونے چار بجے ڈیرہ نواب صاحب پہنچیں گے ۔۔۔ وہاں سے بذریعہ کار آپ علی پور ضلع مظفرگڑھ سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے جائیں گے ۔۔۔ اور ۱۱ر اگست تک قیام پذیر رہنے کے بعد ۱۲ اگست کی صبح کو لاہور کے لئے روانہ ہونگے

ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین بھی آپ کے ہمراہ ہونگے۔ (انشاء اللہ)

(مولانا) محمد لقمان علی پوری مبلغ تحفظ ختم نبوت

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

دستیاب ہونے کا پتہ

کراچی میں ● ۔ جناب عبدالمجید خاں صاحب ناظم آباد

بھیرہ ر ● ۔ صوفی عبدالعظیم صاحب تھانوی

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ● ۔ جناب حافظ فیض محمد صاحب سے خریدیں

بچوں کا صفحہ

سفرِ آخرت قریب است

حاجی کمال الدین مدرّس - لاہور

خدامُ الدین کے نونہالو! مجھے معاف کرنا اگر میری باتوں سے آپ کے عیش و آرام میں خلل پڑے۔ اور بُرا نہ ماننا اگر میری گفتگو آپ کو بُری معلوم دے۔ میں آپ سے ایک بات پُوچھتا ہوں اور ایسی بات جو رات دن میں کئی دفعہ اپنے دِل سے پُوچھتا ہوں اور جس کے تصور سے لرز جاتا ہوں۔ سچ کہو آپ کے دل میں کبھی موت کا خیال بھی آتا ہے۔ کبھی سوچتے ہو کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ تمھارا دل چلتے چلتے ٹھہر جائے گا۔ تمھاری آنکھیں دیکھتے دیکھتے بے نور ہو جائیں گی۔ تمھارے ہاتھ پاؤں پتھر اور مٹی کی طرح بے حس ہو جائیں گے۔ تمھارے سرہانے اور تمھارے گِرد و پیش لوگ نوحہ و ماتم میں مصروف ہوں گے۔ اپنے عزیز سے عزیز غم کرنے والے کی ہچکیوں کو تم اپنی تسلّی سے بند نہ کر سکو گے۔ تم محبوب سے محبوب رخساروں کے آنسوؤں کو نہ پُونچھ سکو گے۔ دیکھنے والوں کے لیے تمھارا بے جان قالب ایک عبرت ہوگا۔ لوگ تم کو دیکھ دیکھ کر کلمہ شریف پڑھیں گے۔ قرآن کی تلاوت کریں گے اور بے ثباتی حیات کا سبق لیں گے۔

اب زیادہ عرصہ تک تم اس گھر میں نہیں رہ سکو گے جس کے تم بلا شرکتِ غیرے مالک تھے اور جس کے درو دیوار پر تمھیں ہر طرح کا اقتدار حاصل تھا۔ تمھیں غسل دیا جائے گا اور آرائشوں سے بھری ہوئی دُنیا کی طرف سے آخری لباس پہنایا جائے گا۔ تم کو چار آدمی چارپائی پر اُٹھا کر لے چلیں گے اور ایک جماعت تمھارے ساتھ ہوگی۔ تم جدھر سے گزرو گے لوگوں کے دل کانپ اُٹھیں گے اور ہر شخص کی زبان پر آئے گا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ (ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور خدا ہی طرف ہمیں واپس جانا ہے) کچھ دور چل کر کسی مسجد کے سامنے تمھارا جنازہ رکھا جائے گا۔ نماز پڑھائی جائے گی اور خاموش فضا میں تکبیر کی آواز بلند ہو کر دلوں پر عبرت کی بارش کرے گی۔ اس کے بعد تمھیں قبرستان کی طرف لے چلیں گے۔ جہاں تمھاری قبر پہلے سے تیار ہو گی۔ تمھیں اس نئے مکان میں اُتارا جائیگا۔ اور بے یار و مددگار، بے مونس و غمخوار تنہا چھوڑ کر اُوپر سے تختے رکھ کر مٹی سے دبا دیا جائے گا۔ اس کی پروا نہیں کی جائے گی کہ ہوا نہ ہونے سے تمھارا دم گھٹ جائے گا۔ اس کا لحاظ نہ ہوگا کہ اندھیرے میں تم گھبرا جاؤ گے۔ اس کی پروا کوئی نہیں کرے گا کہ تم فرشِ خاک پر پڑے ہو اور تمھارے نیچے نرم بستر نہیں ہے۔ اس کا احساس کسی کو نہ ہوگا کہ بھوک کے وقت غذا اور پیاس کے وقت پانی تمھیں کیونکر میسّر آئے گا۔ اس بات کا غم نہیں کیا جائے گا کہ اگر دائیں بائیں سے کوئی سانپ بچھو نکل آئے یا تمھیں کسی طرح کی دہشت یا اذیت محسُوس ہو تو تم بیکسی کے عالم میں کیا کرو گے۔ غرض لوگ تمھیں اس حالت میں چھوڑ کر اور ذ[illegible] پڑھ کر چلے آئیں گے اور خدا کا شکر ادا کریں گے کہ اُنھوں نے تمھیں سپردِ خاک کر کے ایک بڑے فرض سے سبکدوشی حاصل کی ہے۔

دُنیا تمھارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مُردوں کی فہرست میں درج کر لیگی۔ احباب و اقربا تمھیں چند روز یاد کر کے پھر ہمیشہ کے لیے بھُول جائیں گے۔ والدین بہت روئیں گے۔ آخرکار مایوس ہو کر خاموش ہو جائیں گے۔

پیارے بچو! غور کرو! کیا کبھی تم نے اس آنے والے دن کا تصوّر کیا ہے۔ کیا تم کبھی سوچتے ہو کہ آغاز کی اِن دلفریبیوں کا انجام کے دامن میں پہنچ کر کیا حشر ہونے والا ہے۔ اگر تم غفلت کے سمندر میں ایسے غرق ہو کہ تمھیں اپنی موت کبھی بھُولے سے بھی یاد نہیں آتی تو تمھاری حالت قابلِ رحم و افسوس ہے۔ ضرور اس غفلت سے باز آ جاؤ۔ اس پستی سے اُبھرو۔ اس گرداب سے نکلو اور اس آنے والی گھڑی کو ذرا دیر کے لیے بھی فراموش نہ کرو جس کا آنا قطعی اور یقینی ہے۔ اگر تم موت کو ہر وقت پیشِ نظر رکھو گے تو تمھیں بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔

موت کو یاد رکھنے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ تمھارے دل میں وقت کی قدر پیدا ہو گی اور یہ زریں مقولے اَلوقتُ سیفٌ قاطعٌ (وقت ایک تیز تلوار ہے) اور گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں) جو آج تمھارے لیے بے معنی اور مہمل ہیں۔ یک بیک معنی خیز بن جائیں گے۔ تم کو وقت کی قیمت کا احساس ہوگا تو گویا غیبی خزانوں کی کنجیاں تمھارے ہاتھ آ جائیں گی۔ تم کو ہر وقت یہ خیال دامن گیر رہے گا کہ ہم کو دُنیا سے نامعلوم اور غیر معیّن مدّت میں چلا جانا ہے۔ اس لیے کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ تم برسوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام دنوں میں انجام دینے لگو گے۔ تم کو ہر لحظہ یہ فکر رہے گی کہ دولت، عزّت، نیکنامی اور زادِ آخرت کے حصول میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے۔ سفرِ آخرت کے وقت ہمارے دونوں ہاتھ خالی ہوں اور ہمیں حشر کے عظیم الشان مجمع میں اپنی تہی دستی پر پشیمان ہونا پڑے۔

احباب و اقربا کے ساتھ تمھارے تعلّقات خوشگوار ہو جائیں گے۔ تم عرصہ کے بعد وطن جاتے ہو یا عرصہ کے بعد کوئی دوست چند روز کے لیے تمھارے پاس آتا ہے تو تمھیں تپاک اور محبت کے سوا کسی بات سے سروکار نہیں ہوتا۔ تم اس خیال سے کہ چند روز میں یہ واپس چلا جائے گا اس کی غلطیوں اور خطاؤں سے بھی درگذر کرتے ہو۔ پھر جب تم اپنے اور دُوسروں کے متعلّق موت کا یقین رکھو گے تو تمھارے دل میں کبھی نفرت و حقارت اور عداوت کا خیال بھی نہیں پیدا ہوگا۔ تم ہر وقت یہ سمجھتے رہو گے کہ یہ (بقیہ برصفحہ ۱۸)

خدام الدین لاہور

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا